الله الله

رسائل
حضرت شاہ ہمدانؒ

تلقینیہ، ہمدانیہ، عقبات، درویشیہ، داؤدیہ

— مؤلفہ —

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی
قدس اللہ سرہٗ

— تحقیق و ترجمہ —

غلام حسن حسنو نوربخشی کبروی سہروردی

— واحد تقسیم کنندہ —

اورینٹل پبلیکیشنز، لاہور

الله الله

شش رسائل حضرت شاہ ہمدانؒ

تلقینیہ (آداب متبدی، رسالہ التوبہ)

ہمدانیہ

عقبات (قدوسیہ، حقیقت ایمان)

درویشیہ (نفس شناسی، رسالہ در رد صوفیاں)

داؤدیہ (وصیت نامہ، فقر نامہ، ارشاد نامہ)

ذکریہ

— تحقیق و ترجمہ —

غلام حسن حسنوؔ نوربخشی، کبروی، سہرورديؒ

Scan By
NYF Pakistan

ادارہ معارف سہروردیہ لاہور

www.facebook.com/NYFOfficialPage

سلسلہ مطبوعات نمبر ۴

نام کتاب	:	شش رسائل حضرت شاہ ہمدانؒ
مولفہ	:	حضرت میر سید علی ہمدانیؒ
طابع	:	سید اویس علی سہروردی
ناشر	:	ادارہ معارف سہروردیہ
اشاعت اول	:	رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ ۔ فروری ۱۹۹۶ء
حروف چینی	:	احمد علی رجنید اینڈ ایسوسی ایٹس
صفحہ بندی	:	راشد قریشی ۔ وحید احمد سہروردی
بہ اہتمام	:	عدنان بن مراد سہروردی
منتظم اشاعت	:	فرحان مدنی سہروردی
مطبوعہ	:	گرافک ایونیو
قیمت	:	100 روپے

واحد تقسیم کندہ :۔

اورینٹل پبلیکیشنز

۳۵ ۔ رائل پارک لاہور ۔ فون ۶۳۶۳۰۰۹

مقدّمہ

میر سیّد علی ہمدانی اور اُنکے چار رسائل

سوانحی خاکہ

امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی المعروف بہ شاہِ ہمدانؒ ایران کے مشہور شہر ہمدان میں ۱۲ رجب ۷۱۴ھ کو پیدا ہوئے اور ضلع ہزارہ (پاکستان) کے علاقہ پکھلی موضع نوکوٹ) میں ۶ ذوالحجہ ۷۸۶ھ کو جاں بحق ہوئے۔

آپ عربی و فارسی کے بہت بڑے نثر نگار اور قادر الکلام شاعر تھے۔ نظم و نثر میں یدِطولیٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ دینِ اسلام کے بہت بڑے مبلّغ اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم سیّاح بھی تھے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کی ایک شاخ کبرویہ کے جلیل القدر شیخ تھے۔ کشمیر میں آپ کے ہاتھوں مشرفِ اسلام ہونے والوں کی تعداد تقریباً سینتیس ۳۷ ہزار تھی جبکہ اس میں بلتستان کی ساری اور ترکستان کی اکثریتی آبادی شامل نہیں. اس طرح آپ کے ہاتھوں حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

آپ کی زندگی، سیرت اور آثار اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ گذشتہ دو عشروں سے پاک و ہند میں ہر سال متعدد سیمنار اور کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں جن کی بدولت لوگ آپ کے علمی اور تبلیغی کارناموں سے خوب متعارف ہو چکے ہیں۔ تفصیلاً آپ کے حالاتِ زندگی دیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۔ امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی، مصنفہ ڈاکٹر سیّد اشرف ظفر بخاری، ندوۃ المصنفین، لاہور، ۱۹۷۱ء۔

۲۔ میر سیّد علی ہمدانی، ڈاکٹر محمد ریاض، سنگِ میل، لاہور ۱۹۷۵ء۔
۳۔ شاہِ ہمدان حیات خدمات (انگریزی)، ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی، ہسٹاریکل سوسائٹی اسلام آباد، ۱۹۷۵ء۔
۴۔ احوال و آثار میر سیّد علی ہمدانی (فارسی)، ڈاکٹر محمد ریاض، تحقیقاتِ فارسی، اسلام آباد ۱۹۸۷ء۔
۵۔ خلاصۃ المناقب، نورالدّین جعفر بدخشی

شاہِ ہمدان کے زیرِ نظر چار رسالے

میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے سو سے زائد کتب و رسائل میں سے چار رسالے نذرِ قارئین کئے جا رہے ہیں۔ ان چاروں رسائل کے لئے مصنف ممدوحؒ نے کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے مطالب و مشمولات کے پیشِ نظر مختلف کاتبوں اور کتاب شناسوں نے از خود انہیں مختلف ناموں سے موسوم کیا۔

یہاں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ میر سیّد علی ہمدانی کے متعدد کتب و رسائل کے نام مصنف نے خود تجویز کئے ہیں۔ مثلاً مودۃ القربیٰ، ذخیرۃ الملوک، مرات التائبین وغیرہ لیکن بہت سے کتب و رسائل کا نام تجویز نہیں کیا جس کی وجہ سے بعض رسالے کئی کئی ناموں سے موسوم ہیں جن میں یہ رسالے بھی شامل ہیں۔

۱۔ تلقینیہ

یہ رسالہ تلقینیہ، آدابِ مبتدی اور رسالۃ التوبہ کے مختلف ناموں کے ساتھ مختلف کتاب خانوں کی زینت ہے۔ مصنف ممدوح نے یہ رسالہ مبتدی سالکانِ راہِ حق کے لئے لکھا ہے۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں؛

"ایں رسالۂ ایست موجز و عجالۂ ایست مختصر در بیان آدابِ مبتدی و طالب۔" الخ (۱)

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں برٹش میوزیم لندن کے نسخے کو "آدابِ مبتدی" سے موسوم کیا گیا ہے۔ (۱)

تاشقند کا نسخہ "رسالۃ التوبہ" کے نام سے موسوم ہے جس کی وجہ غالباً اس میں موجود توبہ کے بارے میں احکام و مسائل ہیں جو سالکانِ راہِ حق کی اوّلین منزل ہے۔ (۲)

مذکورہ بالا ناموں کے علاوہ "تلقینیہ" بھی اس کتاب کی حمد سے اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن ہمدانیات سے وابستہ دانشور حضرات اور کتاب شناسی سے منسلک اربابِ علم کے ہاں یہی نام مروّج اور متداول ہے، چنانچہ راقم السطور نے اسی نام کو اختیار کیا ہے۔ راقم کے نسخے کی فہرست اور عنوان میں یہی نام درج ہے۔

اس رسالے میں راہِ طریقت کے مبتدی سالکوں کے لئے بہت سے آداب آیات و احادیث کی وضاحتوں کے ساتھ درج ہوئے ہیں جنہیں قارئین کرام متن میں ملاحظہ فرمائینگے۔

اس ضمن میں یہاں اس بات کا ذکر بے جا معلوم نہیں ہوتا کہ میر سیّد علی ہمدانی تمام تر روحانی کمالات اور عرفان و تصوّف کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی نہ صرف ضروری خیال کرتے ہیں بلکہ اس پر پابندی سے عمل کرنے کو لازمی تصوّر کرتے ہیں. چنانچہ اس رسالے کے تین مطالب میں سے پہلا اسوۂ رسولؐ ہے، دوسرا اس پر پابندی سے عمل کرنے اور تیسرا اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہونا ہے۔

یہ رسالہ ڈاکٹر محمد ریاض نے دو نسخوں کی روشنی میں ایڈٹ کیا اور دانش، (اسلام آباد) کے شمارہ ۱۶ میں شائع کرا دیا ہے. تاہم یہ نسخہ اغلاط سے بھرپور ہے۔

راقم السطور نے اپنے پاس موجود نسخے اور ڈاکٹر صاحب کے مطبوعہ نسخے کے درمیان موازنہ کیا ہے. اس طرح ایک درست ترین نسخہ تیار کرنے کے بعد اس کا ترجمہ نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔

اس رسالے کے مندرجہ ذیل قلمی نسخوں کا راقم السطور کو علم ہے۔

(۱) کتابخانہ ملک تہران ۲۵/۴۲۷۴۔ (۳)

(۲) خانقاہ احمدیہ شیراز، بلانمبر۔ (۴)

(۳) کتاب خانۂ برات، بلتستان، (راقم السطور کی ذاتی لائبریری) بلانمبر۔

۲۔ ہمدانیہ

یہ رسالہ شاہ ہمدان نے اپنے ایک مرید کے سوال کے جواب میں قلمبند کیا تھا۔ اس طرح یہ رسالہ منصۂ شہود پر آیا۔ شاہِ ہمدانؒ نے لغوی، تاریخی اور عرفانی انداز سے جواب دیا ہے۔ اس رسالے میں بھی شاہِ ہمدان نے دوسرے رسالوں کی مانند قرآنِ حکیم کی آیات اور احادیثِ نبویؐ سے شواہد پیش کئے ہیں جن کی وجہ سے اس کی افادیت بہت زیادہ ہے۔ اس رسالے کی فارسی نثر بھی بے حد جاندار، رواں اور پُراثر ہے جو مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔

اس رسالے کے دو شائع شدہ نسخوں کا ہمیں علم ہے، دونوں ڈاکٹر محمد ریاض کے شائع کردہ ہیں۔ ان میں سے نسخہ مطبوعہ اسلام آباد راقم السطور کی دسترس میں ہے، کتابت کی بکثرت غلطیاں موجود ہیں۔

دنیا بھر میں اس کے جو نسخے پائے جاتے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ تہران یونیورسٹی لائبریری، ۱۰/ ۳۲۵۸۔ دوم ص ۱۴۸۹۔

۲۔ کتابخانۂ ملک تہران، (تین نسخے)، ۴۲۵۰/۱۸، ۴۰۵۶/۱۶، ۴۲۷۶/۲۰۔ (۵)

۳۔ انجمن ترقیٔ اُردو کراچی، ۲ ق ف ۴۳۔

۴۔ قومی عجائب گھر کراچی ۲/ ۱۸۳۔ ۱۹۶۳ء ان م۔

۵۔ گنج بخش اسلام آباد (دو نسخے) ۵۴۱۷۔

۶۔ گنجینۂ نظامانیاں، حیدر آباد بلانمبر۔ (۶)

۷۔ برات لائبریری بلتستان، بغیر نمبر۔

۸۔ برٹش میوزیم لندن۔ (۷)

۳۔ رسالۂ عقبات

زیرِ نظر رسالہ 'عقبات'، قدوسیہ اور حقیقتِ ایمان کے نام سے مختلف کتابخانوں کی زینت ہے۔ فارسی متن پہلی بار ۱۳۲۷ھ ش میں ایران سے شائع ہوا تھا جس کا کوئی صفحہ ایسا نہ تھا جس میں متعدد اغلاط نہ ہوں۔ چنانچہ راقم السطور نے یہ مذکورہ بالا نسخہ اور نیشنل میوزیم کراچی میں محفوظ قلمی نسخہ عنوان حقیقتِ ایمان سے موازنہ کیا اور اس کا تصحیح شدہ متن دانش شمارہ ۱۷/۱۸ میں شائع کیا۔ اب قارئین کی خدمت میں اسی کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اس رسالے کا نام مؤلف ممدوح نے خود تجویز نہیں کیا' بعد میں اس کے نفس مضمون کے پیشِ نظر "حقیقتِ ایمان" تجویز ہوا۔ حالانکہ "حقیقتِ ایمان" کے نام سے میر سیّد علی ہمدانی کا ایک اور رسالہ موجود ہے۔ (۸) جس میں سالکانِ راہِ حق کے ایمان کا ذکر ہے نہ کہ سادہ مسلمان کے ایمانِ ظاہری کا۔

غالبًا اس رسالے کا نام "حقیقتِ ایمان" رکھنے کی وجہ کتاب میں شامل مندرجہ ذیل عبارات ہو سکتی ہیں۔

"حقیقتِ ایمان آفتاب عالم جبروت است .... زیورِ عرائس ابکار عالم ملکوت است .... پیرایۂ اسرار حال طالبان است .... گوہر دریائے دل عارفان است .... نورِ جبین عاشقان است .... ثمرۂ حقائق اغصانِ توحید است ..... معانی اسرار حال سیمرغان قاف قربت است۔" (۱۰)

اس رسالے کا نام قدوسیہ تجویز کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس میں ایسے احوال و اعمال کا بیان ہے جو کسی کو قدوسی صفت انسان بنانے کے لئے کافی ہیں۔

اس رسالے کو عقبات سے موسوم کرنے کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس میں چار عقبات "گھاٹی" کا ذکر ہے جن کے بارے میں شاہ ہمدان کا خیال ہے کہ یہی اللہ اور بندے کے درمیان

حجاب اور راہِ حق میں خطرناک گھاٹیاں ہیں۔ دوسرے تمام اوصافِ رذیلہ اور صفات مذمومہ انہی چار کے فروع ہیں۔ (۱۱) شاہِ ہمدان نے ان سے بچنے کے مختلف طریقے عارفانہ انداز میں پیش کئے ہیں۔

یہ رسالہ شاہ ہمدان کی دوسری کتابوں اور رسالوں کی مانند علم و حکمت، پند و نصائح اور فکر و عبرت پر مبنی ہے۔ اندازِ بیان نہایت سلیس، دلکش اور رواں ہے۔ رسالہ عارفانہ زبان میں ہے۔ اس قدر مختصر رسالے میں تقریباً ۳۶ مقامات پر قرآنی آیات، ۱۲ مقامات پر احادیثِ رسولؐ و اقوالِ بزرگان اور ۴ مقامات پر اشعارِ شعراء درج ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بیسیوں عربی/فارسی استعارات، محاورات اور تراکیب استعمال ہوئی ہیں۔ اس طرح یہ رسالہ ایک بہترین علمی، ادبی اور روحانی شہکار ہے۔

اس رسالے کے مندرجہ ذیل قلمی نسخوں کا ہمیں علم ہے، تاہم ہم نے صرف قومی عجائب گھر کراچی کے نسخے سے استفادہ کیا ہے۔

(۱) کتابخانۂ مِلک تہران، نمبر ۲۴/۵۰ ۴۲۔ (۱۲)

(۲) کتابخانۂ نظامانیاں، ٹنڈو قیصر، حیدر آباد، سندھ، نوشتہ ۱۱۷۵ھ۔

(۳) گنج بخش، تحقیقاتِ فارسی، اسلام آباد، بارہویں صدی ہجری۔

(۴) قومی عجائب گھر، کراچی، نوشتہ ۱۲۲۴ھ۔ (۱۳)

۴۔ درویشیہ

یہ رسالہ بھی متعدد ناموں سے موسوم ہے۔ ایران سے ڈاکٹر سید اسد اللہ مصطفوی نے نفس شناسی اثر سید محمد نوربخش کے عنوان سے شائع کیا ہے جو انہیں ایران کے کسی کتابخانے سے ملا تھا، رسالے پر نام نہیں صرف اتنا لکھا ہے کہ ھذا رسالہ قدوۃ العارفین و زبدۃ السالکین سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ۔ (۱۴)

اسے نفس شناسی کا نام ڈاکٹر صاحب نے بعض مشمولات کے پیشِ نظر دیا ہے جس کی انہوں نے توضیح بھی کی ہے۔

یہ رسالہ فہرست نگاروں کے ہاں "رسالہ در رد صوفیاں" کے عنوان سے معروف رہا ہے۔ بعض نے اس بناء پر شاہ ہمدان کو شیعہ امامیہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور بعض اس رسالے کو شاہِ ہمدان کی طرف منسوب کرنا بھی غلط خیال کرتے ہیں لیکن یہاں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ اس رسالے میں اسلامی تصوّف و عرفان کا رد ہرگز نہیں ہے۔ البتہ ان نام نہاد صوفیوں کی تردید کی گئی ہے جو شریعتِ اسلامی سے انحراف کرتے ہیں۔ اس ضمن میں اس رسالے کے آخری عنوانات کی بنا پر اسے رد صوفیاں کا نام دیا گیا ہے۔

یہ رسالہ اسلام آباد سے ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب "احوال و آثار میر سید علی ہمدانیؒ" کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل قلمی نسخوں کا ہمیں علم ہے۔

۱۔ ملک تہران ۲۰/۴۲۵۰۔

۲۔ مجلسِ شورای ملی تہران ۱۲/۳۶۶۰۔

۳۔ کتابخانۂ سنا تہران ۴/۳۶۶۔ (۱۵)

۴۔ یونیورسٹی لائبریری تہران ۲۰/۲۹۲۰، ایضاً۔

۵۔ کتابخانۂ فرہنگستان تاشقند ۲۳۵۹، ایضاً ۲۳۶۰۔

۶۔ کتابخانۂ فرہنگستان تاجکستان ۱۸۹۹۔

۷۔ کتابخانۂ خدیویہ قاہرہ۔

۸۔ برٹش میوزیم لائبریری، لندن۔

۹۔ کتابخانۂ رضا رامپور بھارت۔ (۱۶)

۱۰۔ قومی عجائب گھر کراچی۔ ۵۔۴۰/۹۱۲۔ ۱۹۵۷۔ ایم۔ این۔

۱۱۔ ایضاً ۹۔ ۲/ ۲۲۔ ۱۹۵۸ ″

۱۲۔ ایضاً ۲۴۰۔ ۳۔ ۱۹۷۳۔ ایم۔ این۔

۱۳۔ گنج بخش اسلام آباد ۴۴۰۹ ایضاً ۵۴۱۷۔

۱۴۔ کراچی انجمن ترقیٔ اُردو، ۳ ق ف ۴۳۔

حواشی

۱۔ دیکھئے افتتاحی کلمات تلقینیہ۔

۲۔ دیکھئے متن رسالہ تلقینیہ۔

۳۔ فہرست نسخہ ہای۔ خطی فارسی، منزوی، جلد دوم ص ۱۰۹۶۔

۴۔ دانش اسلام آباد، ص ۵، شمارہ ۱۶۔

۵۔ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی منزوی، جلد دوم ص ۱۴۸۹ (نسخہ ۱؍ و ۲؍)۔

۶۔ فہرست مشترک جلد سوم ص ۱۵۵۲ (نسخہ ۵؍ تا ۸؍)۔

۷۔ احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی ص ۔

۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے محولہ بالا ص ۱۴۸ تا ص ۱۵۰۔

۹۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی ص ۲۶۵۔

۱۰۔ دیکھئے متن رسالہ ہذا۔

۱۱۔ دیکھئے متن آخری حصہ۔

۱۲۔ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی، جلد دوم ص ۱۱۷۸۔

۱۳۔ فہرست مشترک، جلد سوم ص ۱۷۰۲ (نسخہ ۲؍ تا ۴؍)۔

۱۴۔ نفس شناسی، ص ۱۔

۱۵۔ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی جلد دوم ص ۱۱۴۴ (نسخہ ۱؍ تا ۴؍)

۱۶۔ احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی ص ۱۵۶ (نسخہ ۵؍ تا ۹؍)۔

۱۷۔ فہرست مشترک جلد سوم ص ۱۴۴۹ - ۱۴۴۸ (نسخہ ۱۰؍ تا ۱۷؍)۔

تلقینیہ

اثر

حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

غلام حسن سُہروردی بلتستانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَقَّنَنِیۡ دَقَائِقَ الۡعِرۡفَانِ بِتَرۡجُمَانِ اللِّسَانِ تَلۡقِیۡنًا وَ عَلَّمَنِیۡ مَعۡرِفَتَہٗ اٰدَابَ الۡعُبُوۡدِیَّۃِ فِیۡ حَضۡرَتِ الرَّبُوۡبِیَّۃِ تَعۡلِیۡمًا۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡمَبۡعُوۡثِ اِلَی الۡاَنَامِ کَیۡ یُبَیِّنَہُمۡ حَقَائِقَ الۡاِسۡلَامِ اَجۡمَالًا وَّ تَفۡصِیۡلًا وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ الَّذِیۡنَ اھۡتَدُوۡا بِالۡحَقِّ تَسۡلِیۡمًا۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے زبان کے ذریعے علم وعرفان کے باریک نکات اچھی طرح سمجھائے اور مجھے اپنی بندگی کے آداب سکھلا دیئے۔ درود و سلام ہو اللہ کے رسول پر، جو لوگوں میں مبعوث ہوئے تاکہ آپ اسلام کی حقانیت اجمال و تفصیل کے ساتھ ان پر واضح کریں۔ نیز آپ کی آل پر اور اصحاب پر، جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور انہوں نے قبول کی۔" (رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین)۔

وجہ تصنیف

امابعد یہ ایک مختصر سا رسالہ اور چھوٹا سا کتابچہ ہے جو ایک مخلص دوست کی تحریک پر راہِ حق کے مبتدی (سالک) کے آداب اور مقصد اصلی و مطلوبِ حقیقی تک رسائی کے بیان میں لکھا گیا ہے، وہ دوست خود بھی ان معانی سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے توقع ہے کہ انشاء اللہ یہ کتابچہ سعادتِ ابدی کے طالبوں کے لئے رہنما اصول اور بارگاہِ ایزدی

کے سالکوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِبَعِیْدٍ۔

فضلِ الٰہی کا آغاز

میرے عزیز! جان لو اَلْھَمَھَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اَسْرَارَ الطَّرِیْقَۃِ بِحُسْنِ تَوْفِیْقِہٖ (اللہ تعالیٰ اپنی بے مثال توفیق سے ہم پر طریقت کے اسرار و رموز الہام کرے)۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بندے کو عزت و بزرگی کی خلعت پہنائے اپنی ذات وصفات کے حقائق و معارف سے متعلق علم و معرفت عطا کرے اور اس کے نفس کو پاکیزگی، دل کو صفائی اور روح کو نورِ عرفان سے تازگی بخشے تاکہ اس کی روح کو انوار و تجلیات ڈھانپ لیں اور اس کی ذات وصفات کے انوار کا اس پر نزول ہو، تو سب سے پہلے اس کے دل پر انوارِ قدیم سے ایک نور نازل فرماتا ہے تاکہ وہ اس نور کی مدد سے چشمِ بصیرت کھول لے جو نفسانی خواہشوں اور جسمانی لذتوں کے دھول کی وجہ سے ہو کر رہ گئی تھی۔ پس چشمِ بصیرت کے کھلتے ہی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب دیکھتا ہے، تخلیقِ آدم اور جملہ مخلوق پر اس کی فضیلت پر غور کرتا ہے تا آنکہ آخر کار پکار اٹھتا ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران ۱۹۱)

پروردگار! تو نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی اور تو ہر عیب سے پاک ہے۔ پس ہمیں عذابِ نار سے بچا۔

ابھی وہ بندہ اسی تفکر و تدبر میں کھویا ہوا ہوگا کہ وہی نورِ قدیم جو اس معانی کے لئے مخصوص ہے وہ بندے کے قندیلِ قلب میں دوسری بار جلوہ گری کریگا تو وہ کسی قسم کی حرف و آواز کے بغیر زبانِ حال سے پکار اٹھے گا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ) (الذاریات ۵۶)

ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت یعنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔

وہ درجاتِ معرفت سے خود کو دُور پائے گا تو دل سے اپنی محرومی پر افسوس و ندامت کا اظہار کرے گا اسے حاصل کرنے کا شوق جوش مارے گا اور وہ اس سعادت کے اسباب کو حاصل کرنے کی خواہش کرے گا، اس خواہش کو صوفیہ کی اصطلاح میں ارادت کہتے ہیں۔

حصولِ سعادت کی خواہش کا نام ارادت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر کام کا آغاز "ارادہ" سے ہوتا ہے، اسی طرح سالکوں کے مقامات کی ابتداء اور طالبوں کے معاملات کا آغاز بھی اسی سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ (خواہشِ ارادت اور) صاحبِ خواہش مرید کہلاتا ہے۔

بعض کا کہنا ہے کہ مرید خواہشاتِ نفسانی کے خلاف قدم اٹھانے کا نام ہے کیونکہ وہ (صوفیہ) ایسے شخص کو مرید کہتے ہیں جو اپنی تمناؤں کو ترک کر چکا ہو اور اپنے ارادے کو ارادۂ حق میں گم کر چکا ہو۔

پس جس کی خواہش جو ارادت سے موسوم ہے، بالفعل عمل میں آئے وہ توبہ کہلاتی ہے۔

توبہ

توبہ امرِ حق کی اطاعت میں داخل ہونے اور نفس و شیطان کی اطاعت سے باہر نکل جانے کا نام ہے اور یہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (النور ۳۱)

اے مومنو! تم سب اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو۔

اسی طرح مزید ارشاد فرمایا ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً النَّصُوْحًا۔ (التحریم ۸)

اللہ تعالیٰ کی طرف توبۃ النصوح کرو۔

یہاں پر توبۃ النصوح کا مطلب یہ ہے کہ

اَلْخَالِصُ لِلّٰهِ خَالِصًا عَنِ الشَّوَائِبِ۔ ایسی توبہ جو ہر قسم کے (شک و تردد سے پاک اور منزہ) صرف اللہ کے لئے ہو۔

توبہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ كَمَنْ لَا ذَنبَ لَهٗ۔ تائب ایسا ہے کہ جس کا گناہ کوئی نہ ہو۔

(حدیثِ نبویؐ)

حقیقتِ توبہ یہ ہے کہ گناہ کا کام فوراً ترک کرے، آئندہ پھر گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم و ارادہ کرے اور گذشتہ غلطیوں کی تلافی کرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں کہ

اَلتَّوْبَةُ تَبْدِيلُ الْحَرَكَاتِ الْمَذْمُومَةِ بِالْحَرَكَاتِ الْمَحْمُودَةِ فَلَا يَتِمُّ ذَالِكَ اِلَّا بِالْخَلْوَةِ وَالْعِصْمَةِ وَاَكْلِ الْحَلَالِ۔ توبہ مذموم حرکات کو پسندیدہ حرکات میں تبدیل کرنے کا نام ہے لیکن یہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک آدمی خلوت گزین نہیں ہو جاتا، تقویٰ اختیار نہیں کرتا اور حلال خوری کا اہتمام نہیں کرتا۔

نیز یہ تبدیلی اس وقت تک بار آور نہیں ہوگی جب تک سالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کی پیروی نہیں کرتا اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر استقامت اختیار نہیں کرتا۔

کمالِ متابعت (پیروی) تشبہ (مشابہت)، تثبت (ثابت قدمی) اور تحقیق پر موقوف ہے۔ یہ تین اُصول مقاماتِ طریقت کا مدار ہیں۔ یعنی اصل اوّل تشبہ، اصل دوم تثبت اور اصل سوم تحقق۔

اصل اوّل تشبہ

اصل اوّل تشبہ کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل تشبہ صوری کے بیان میں اور دوم تشبہ

معنوی کے بیان میں۔

تشبہ معنوی

تشبہ معنوی (سیرت) یہ ہے کہ سالک اپنے باطن کو خیالاتِ فاسدہ اور عقائدِ باطلہ مثلاً شرک، کفر، شک، حسد، بغض، عجب، ریا، بدعت پر اعتقاد، مسلمانوں پر ظلم کرنے کے ارادے، مال و دولت اور عہدہ و ریاست کی خواہش وغیرہ سے دل پاک و صاف رکھے اور دل کے باغیچے کو اخلاقِ حمیدہ اور عقائدِ پسندیدہ کے گوناگوں پھولوں اور خوشبودار گل و ریحان مثلاً توحید و ایمان، یقین و اخلاق، صدق و توکل، صبر و شکر، خوف و رجا، سنت و ہدایت سے عقیدت، زہد و تقوٰے کی خواہش، تسلیم و رضا اور نیکی کے ارادے، موت، قبر، قیامت، حساب، پل صراط اور میزان کی یاد، شوق و انس اور محبت و معرفتِ پروردگار، اپنے اوقات کا مراقبہ، مکاشفہ، تفکر اور تدبر جیسے کاموں میں صرف کرنا وغیرہ سے آباد اور معمور رکھے۔ ان میں سے ہر کام انوارِ الٰہی کے پاک و صاف نور ہیں۔ اگر سالکِ راہِ حق نے ان باتوں پر عمل کیا تو اس کا دل انوارِ الٰہی کی جلالی اور جمالی تجلیات کے انعکاس کے لائق بن سکے گا۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ (المائدہ ۵۴)	یہ اللہ کے فضل ہیں جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

تشبۂ صوری

تشبۂ صوری یہ ہے کہ ان تمام افعال میں جو ظاہر اعمال سے تعلق رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کے اصحاب اور سلف صالحین کے فعل و عمل کی مشابہت اختیار کی جائے تاکہ بشارتِ عظمٰے

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (حدیثِ نبویؐ)	کسی قوم کی مشابہت اختیار کرنے والا انہی میں سے ہے۔

سے سرفراز ہو جائے۔

قول میں مشابہت

گفتگو اور بول چال میں مشابہت یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو جھوٹ بولنے، غیبت جوئی کرنے، بہتان باندھنے، الزام تراشی کرنے، چغلی کھانے، فحش بکنے، یاوہ گوئی کرنے اور زیادہ بولتے رہنے وغیرہ سے محفوظ رکھے تاکہ زبان پر ذکرِ حق جاری رہے اس کے ساتھ ہی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تلاوتِ قرآن و حدیث اور اولیاء کرام و مشائخ عظام کے حکایات پڑھنے میں جو طاعت میں دلچسپی بڑھانے کا ذریعہ ہے، مصروف و مشغول رکھے۔ زبان کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

كَلَامُ بَنِي آدَمَ كُلُّهُ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ۔ (حدیثِ نبویؐ)

لوگوں کی تمام تر گفتگوؤں کی ذمہ داری (گناہ) اسی پر ہے سوائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ذکر اللہ کے۔

آٹھ باتوں سے زبان کی حفاظت

سالک کو چاہیئے کہ زبان کو آٹھ باتوں سے بچائے۔

اوّل : جب کسی سے وعدہ کرے تو جب تک شرعی عذر موجود نہ ہو وعدہ خلافی نہ کرے۔

دوم : سچی یا جھوٹی، عمدًا یا سہوًا کسی بھی حالت میں اللہ کا نام لے کر قسم نہ کھائے۔

سوم : نفع و نقصان اور ہنسی مذاق کی خاطر جھوٹ نہ بولے۔

چہارم : کسی بھی نیک یا بُرے آدمی پر لعن طعن نہ کرے۔

پنجم : دوست یا دشمن کسی کے حق میں بد دعا نہ کرے۔

ششم : لوگوں میں کفر و شرک اور نفاق کی گواہی عمومًا اور جھوٹی گواہی خصوصًا نہ دے۔

ہفتم : پاک دامن یا غیر پاک دامن کسی پر تہمت نہ لگائے۔
ہشتم : گفتگو اور بول چال کے دوران "میں، میں" اور اسی قسم کے ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جو انانیت پر مبنی ہوں۔

اگر سالک ان امور کو ملحوظ خاطر رکھے تو یقین ہے کہ جلد یا بدیر اپنے اقوال و افعال کے نتائج اور ثمرات کا مشاہدہ کر لے گا۔

عیب پوشی

نیز سالک کو چاہیئے کہ لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں رہنے اور ان کے افشا کرنے سے احتراز کرے۔ بلکہ ہر وقت اپنے عیوب کی طرف دھیان رکھے اور انہیں دور کرنے کی تدبیر کرتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ لِعَبْدٍ خَیْرًا بَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ۔ (حدیث نبویؐ)

جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے عیوب سے آگاہ ہونے کی بصیرت بخشتا ہے۔

بصیرت حاصل ہونے کے چار ذرائع

یہ بصیرت چار ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔

پہلا ذریعہ یہ ہے کہ سالک خود کو کسی شیخ کامل کی صحبت میں پابند رکھتا ہے جو خود بھی اپنے نفس کے عیوب کو دیکھنے والا (بینا) اور اس کی آفاتِ خفیہ کو جاننے والا (عارف) ہوتا ہے۔ پس سالکِ راہِ حق ان صفات کے حامل مرد کامل کو اپنے نفس پر حاکم و مختار بنائے۔ ہر کام اس کے اشارے اور ایما سے کرے۔ وہ اس بزرگ کے نورِ ولایت کے طفیل اپنے نفس میں موجود تمام عیوب سے آگاہ اور واقف رہے گا۔

دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اگر ایسا شیخ یا مردِ کامل نہ ملے، جیسا کہ اس زمانے میں ایسی

شخصیت نہیں ملتی، تو ایک سچے اور دیندار شخص کو تلاش کرے اور اسے دوست بنا کر اپنا راز دار بنائے تاکہ جو کچھ قول و فعل اور حرکات و سکنات میں سے اسے پسند نہ آئے وہ ان کی نشاندہی کیا کرے اور سالک ان ناپسندیدہ اقوال و افعال کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر خود سے دُور کرنے کی سعی کرے۔ یہ طریقہ بھی اکابرینِ دین کا پسندیدہ طریقہ ہے۔

تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ اگر ایسا سچا اور دیندار دوست بھی دستیاب نہ ہو تو اپنے عیوب کو دشمنوں کی زبانی معلوم کرے اور ان کی فراہم کردہ معلومات سے استفادہ کرے کیونکہ بہت سے عیوب ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں دوست اپنے دوست کا کمال شمار کرتا اور دشمن ایسا نہیں کرتا۔ یہ بات محبت کی فراوانی کی وجہ سے ہوتی ہے یا دوست سے بگاڑ کے خوف کی بنا پر۔ لہٰذا دشمن سے سُن کر ان عیوب کو دُور کرے۔

چوتھا ذریعہ یہ ہے کہ ہمیشہ لوگوں کی مجالس و محافل میں حاضر ہوتا ہے اور لوگوں کے اقوال و افعال پہ کڑی نظر رکھے، ان میں سے جو پسند نہ آئے ان سے بچا رہے اور جو پسند آئے اس کو اپنانے کی کوشش کرے۔ اس طرح ان عیوب سے واقف ہو سکتا ہے اور انہیں بآسانی دور کر سکتا ہے۔

جب نفس ناپسندیدہ عیوب سے پاک ہو جائے اور باطنی بیماریوں سے روح تندرست ہو جائے تو چاہیئے کہ ہر وقت نماز، تلاوت، اوراد، تقدیس اور تسبیح وغیرہ میں مصروف و مشغول رہے۔

بنی آدم کے چار گروہ

(دنیا میں زندگی گزارنے کے لحاظ سے) بنی آدم کے چار گروہ ہیں۔

اوّل؛ پہلا گروہ وہ ہے جو دل و زبان کو کسبِ معاش کے وقفے کے سوا سارا وقت ذکرِ حق میں مشغول رکھتا ہے۔ یہ صدیقوں کی جماعت ہے۔ یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب سالک مختلف ریاضتوں اور اطاعتوں میں مصروف رہتا ہے اور طویل مدت تک خواہشات اور شہواتِ نفسانی سے محترز اور مجتنب رہتا ہے۔

دوم : دوسری جماعت وہ ہے جس کا ظاہر و باطن دنیا کے مختلف مشاغل میں مصروف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس جماعت کی زبان پر اتفاق کے طور پر یا رسم و عادت کی بنا پر ہی آتا ہے۔ یہ جماعت ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

سوم : تیسرا گروہ وہ ہے جو دنیا اور آخرت دونوں معاملات میں مصروف رہتا ہے لیکن دنیوی معاملات کے مقابلے میں اخروی معاملات کا اہتمام زیادہ کرتا ہے۔ لہٰذا یہ گروہ نجات پانے والوں میں سے ہے۔

چہارم : چوتھی جماعت وہ ہے جو دنیوی و اُخروی دونوں معاملات میں بھرپور حصّہ لیتی ہے مگر دنیوی معاملات کی جانب زیادہ میلان رکھتی ہے اور اُخروی امور کی جانب کم توجہ دیتی ہے۔ امید ہے کہ یہ جماعت مغفور (بخشش پانے والوں میں سے) ہوگی۔

جس طرح بنی آدم مختلف طریقوں سے زندگی گذارتے ہیں اسی طرح آخرت میں ان کے حالات مختلف ہوں گے۔ مثلاً اوّل الذکر گروہ کو دوزخ کی آگ سے کوئی سروکار نہیں ہوگا وہ سیدھے جنّت میں چلے جائیں گے جبکہ دوسری جماعت جنّت اور اس کی نعمتوں سے محروم رہ جائے گی اور دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ تیسرا گروہ اپنے اعمال کی پاداش میں سزایاب ہوگا اور بہت جلد جنت میں چلے جائے گا۔ جبکہ چوتھی جماعت اپنے کثیر گناہوں کی بنا پر طویل مدت دوزخ میں معذب رہے گی جس کی کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ ۲۰۱) — اے پروردگار! ہمیں دوزخ کی آگ سے بچادے۔

ذکرِ خفی

سالک اگر ذکر و فکر میں اشغال اختیار کرنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ ذکرِ خفی کی پابندی کرے جو مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہم سے ماخوذ ہے۔ یہ ذکر اخلاص و یقین کے زیادہ قریب اور عُجب و ریا سے زیادہ دور ہے۔ خاص طور پر مبتدی حضرات کے لئے ذکرِ خفی میں

مصروف رہنا زیادہ ضروری ہے۔ ارشادِ نبویؐ

خَیْرُ الذِّکْرِ اَلْخَفِیُّ۔ بہترین ذکر، ذکر خفی ہے۔

(حدیث نبویؐ)

سے یہ بات ثابت ہے۔ چاہیئے کہ بہترین اوقات میں ذکر خفی کیا کرے اور وہ وقت رات کا آخری حصہ، نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک اور مغرب و عشاء کا درمیانی وقفہ ہے۔ اگر سالک مجرّد و منقطع یا اربابِ عزلت میں سے ہو تو چاہیئے کہ مذکورہ بالا اوقات ذکر و فکر میں گذار دے۔ اگر اہلِ صحبت یا صاحبِ اہل و عیال میں سے ہے تو چاہیئے کہ رات کے آخری حصے میں پابندی سے قیام کیا کرے اور کبھی کبھی دوسرے وقفے میں بھی ذکر و فکر میں مصروف رہا کرے۔

ذکرِ خفی کا طریقہ

جب رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے تو قرآنی آیات[۱] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے منقول دعاؤں کو پڑھے۔ نیز طہارت مکمّل کرنے کے بعد دو رکعت تحیت الوضو ادا کرے، پھر تہجد کی نمازیں پڑھے، یہ زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور کم از کم چار رکعتیں اور متوسطہ آٹھ رکعتیں ہیں۔ لہٰذا اوسط یعنی آٹھ رکعت نماز تہجد پڑھے، جب تہجد کی نماز سے فارغ ہو جائے تو دس بار درود شریف اور ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھے اور سب سے آخر میں یہ دُعا پڑھے۔

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی	پروردگار! آپ میری مدد فرمائیں
ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ	کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر
حُسْنِ عِبَادَتِكَ وَ تَوْفِیْقِ	بجا لاؤں، بہتر اور عمدہ طریقے سے
طَاعَتِكَ وَ اِجْتِنَابِ	تیری عبادت کروں اور طاعات

[۱] اورادِ امیریہ میں شاہ ہمدان نے آیاتِ ذیل اور منثور دعا دیا ہے وہاں رجوع کریں۔

مَعْصِيَتِكَ ٥ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

بجالاؤں اور معصیت سے بچا رہوں۔ پروردگار مجھے اپنے پاس سے بیشمار رحمتیں عطا فرما، بیشک تو بہت ہی دینے والا ہے۔ اے اللہ محمدؐ اور تمام آلِ محمدؐ پر درود و سلام نازل فرما۔

ذکرِ خفی کی کیفیت یہ ہے کہ سالک قبلہ رُخ ہو کر دوزانو ہو کر بیٹھ جائے، آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو کھول کر گھٹنوں پر رکھے، پشت سیدھی کرے، سر سامنے کی جانب نیچے جھکا لے، کلمہ لا کہتے ہوئے ناف سے پوری قوت کے ساتھ سر کو اوپر اٹھائے، کلمہ اِلٰہ کہتے ہوئے سر داہنے چھاتی کی طرف جھکائے، کلمہ اِلّا کہتے ہوئے سر کو ایک بار پھر اوپر اٹھائے، کلمہ اللہ کہتے ہوئے بائیں چھاتی کی طرف جھکائے جہاں دل ہوتا ہے۔ یاد رکھئے کہ دورانِ ذکر فعل (وقفہ) نہ کرے۔ بلکہ مسلسل پڑھتا چلا جائے اور ہر ہر ذکر پر سانس لیتا جائے۔ اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ ایک ایک کی بجائے کئی کئی ذکر کے بعد سانس لینا چاہیئے۔

یہ سلف صالحین کے ذکر کرنے کے طریقے کے موافق ریا سے محفوظ ترین طریقہ ہے۔ ذکر کے دوران ان تین چیزوں کی طرف دھیان رکھے۔ اوّل مذکور یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف، دوم دل کی طرف اور سوم روحانیتِ شیخ کی طرف۔ ذاکر اپنی نگاہ کو اپنے چہرے کی طرف مرکوز رکھے اور دل میں ذکر کا معنی و مفہوم اس طرح ادا کرے کہ مذکور یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے دل میں کوئی نہیں ہے۔ نیز ذکر کے دوران زبان اور دل بالکل موافق ہونے چاہئیں۔

پس سالک ذوق و شوق اور حضورِ قلب کے ساتھ طلوعِ فجر تک ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے۔

اعمالِ صبح

پھر دو رکعت نمازِ سنّت صبح ادا کرے اور سو بار تسبیح[1] پڑھے اور دعائے صبحیہ[2] پڑھے۔ اس کے بعد صبح کی فرض نماز جماعت سے ادا کرے کیونکہ جماعت اربابِ سلوک کے سالکوں کے لئے شرطِ اوّل ہے اور اس کے بعد پورے ذوق و شوق سے اوراد فتحیہ[1] پڑھے۔

اگر اربابِ خلوت میں سے ہوں تو ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ تا آنکہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ نمازِ چاشت کو حتی الامکان ضائع نہ کرے، اسی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان کے وقت کی حفاظت کرے، اس وقت کو ذکر و فکر یا "نماز اوابین" کی ادائیگی میں گزار دے، ان اوقات میں جہاں تک ہو سکے ذکرِ خفی ذوق و شوق کے ساتھ کیا کرے۔ کیونکہ یہ تصفیۂ قلب کے لئے بے حد مؤثر ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو غور و تفکّر میں مصروف رہے کیونکہ ذکرِ الٰہی میں یہ بھی شامل ہے اور دل کو ذکرِ خفی کی نسبت اس سے زیادہ سکون و طمانیت ملتی ہے۔ اگر یہ بھی دل جمعی اور حضورِ قلب کے ساتھ ممکن نہ ہو تو نفل نمازیں پڑھنے میں مصروف رہنا چاہیئے اور عشاء کی فرض نماز کے بعد ذکر میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ تا آنکہ خواب کا غلبہ ہو پھر تازہ وضو کر کے سو جائے، رات کو اٹھنے کی نیت سے مسواک، وضو کے سامان اور اپنی جوتیوں کو سرہانے تیار رکھے اور اپنے پہلو کو بستر پر رکھتے ہوئے آیاتِ قرآنی اور ماثور دعاؤں کو پڑھے جس طرح قبر میں میت کو لٹا دیا جاتا ہے اسی طرح لیٹ جائے، پاؤں کو زیادہ نہ پھیلائے، دل کو بغض و حسد سے پاک کرے اور ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے سو جائے۔

جب سالکِ راہ ان باتوں پر پوری طرح عمل کرے گا تو انشاء اللہ شیطان کو اس کے دل میں کوئی راستہ نہیں ملے گا اور اس حال میں وہ جو کچھ عالمِ رویا میں دیکھے گا وہ سچا اور برحق ہوگا۔

(سابقہ صفحے کا فٹ نوٹ) اورادِ امیریہ یا الذوارِ حج کی طرف رجوع کریں۔

[1] " " " " " " " "

لباس میں مشابہت

لباس میں مشابہت یہ ہے کہ لباس اس قدر ہو جو شرمگاہوں کو چھپائے اور سردی و گرمی سے بچائے، نرم، ہلکے، قیمتی اور رنگدار کپڑے سے حتی الامکان پرہیز کرے بلکہ اگر رنگدار کپڑے پہننے پر مجبور ہو تو کبود رنگ کو اختیار کرنا چاہیئے اور سرخ و زرد رنگ کے کپڑے استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ ادنی لباس یہ ہے کہ صرف ایک عدد قمیض، ایک عدد شلوار، ایک پگڑی اور ایک چادر پر مشتمل ہو۔ یعنی لباس کی مقدار اتنی ہو کہ اگر میلے ہونے پر دھو لئے جائیں تو ان کا بدل کوئی نہ ہو۔

اوسط لباس یہ ہے کہ مذکورہ بالا کپڑوں کے علاوہ ایک ایک اور بھی ہو تا کہ جب ان میں سے کوئی دھونا پڑھے تو دوسرا لباس اس کی جگہ پہن لے۔

اعلیٰ لباس یہ ہے کہ ان کپڑوں کے علاوہ مبارک دنوں میں پہننے کے لئے الگ لباس ہو، دونوں عیدوں، جمعہ اور دوسرے مبارک دنوں میں وہ لباس زیب تن کیا کرے۔

لباس کی طرح چاہیئے کہ نرم و گدازاور آرام دہ بستر اور تکیئے سے حتی الامکان اجتناب کرے بلکہ انہی کپڑوں میں سوجائے جو روزانہ پہنا کرتا ہو، پرانے اور پیوند لگے کپڑوں کے پہننے اور استعمال کرنے کو عار نہیں سمجھنا چاہیئے۔

خورونوش میں مشابہت

کھانے پینے میں مشابہت یہ ہے کہ لذیذ اور مرغن کھانوں سے اجتناب کرے۔ ادنیٰ خوراک یہ ہے جو بندے کو جان نکل جانے سے بچائے اس میں اتنی سکت باقی رکھے، ناپختہ جو کی روٹی پر اکتفا کرے۔

اوسط درجہ یہ ہے کہ جو کی روٹی پکا کر اور گندم کی روٹی پکے بغیر استعمال کرے۔ اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ گندم یا کسی اور چیز کا کھانا ہو تو اگر ان سے بہتر کھانا ہو تو یہ عیاشی ہے۔

ادنیٰ سالن یہ ہے جو سرکے اور نمک پر مشتمل ہو۔ اوسط یہ ہے جس میں تھوڑا بہت گھی بھی ہو۔ اعلیٰ یہ ہے کہ جس میں گوشت بھی ہو جو کہ ہفتے میں صرف ایک بار کھایا جائے۔ اگر دو بار سے زیادہ ہو تو یہ بھی عیاشی ہے۔

کھانے اور پینے کے سلسلے میں اعلیٰ درجے کا زہد و توکل یہ ہے جو وقتی بھوک کو دُور کر سکے یعنی صبح سیر ہو کر کھائے تو شام کے لئے کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھے۔

درجۂ اوسط یہ ہے کہ ایک ماہ کے لئے تھوڑا بہت ذخیرہ کرے۔

درجۂ ادنیٰ یہ ہے کہ سال بھر کے لئے بقدر ضرورت ذخیرہ کرے۔ لیکن اس مدت میں اگر مزید کوئی اور بھی مل جائے تو اس کو قبول نہ کرے، اگر قبول کرے تو اسے صدقہ کرے۔

دسترخوان

دسترخوان بچھانے اور سمیٹ لینے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب بھی کھانا کھانے کا ارادہ کرے تو دسترخوان بچھایا جائے۔ یہ کھانے کی تعظیم کے لئے ہونا چاہیئے نہ کہ فخر و مباہات کے لئے۔ نیز کھانا کھاتے وقت دوزانو ہو کر بیٹھے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ ابتدار اور اختتام نمک پر ہونا چاہیئے۔ کھانا کھاتے وقت اور لقمہ بناتے وقت اپنے داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں کو استعمال کرے اور ہر لقمے کو نگل لینے سے پہلے خوب چبائے اور پھر نگل لے اور نگلنے کے بعد الحمد اللہ پڑھے۔ جب دوسرا لقمہ اٹھائے تو بسم اللہ الرحمٰن کہے اور تیسرا لقمہ اٹھاتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ کھانا کھانے کے دوران انبیار کرامؑ اور سلف صالحین کے حکایات پر مبنی گفتگو جاری رکھے یعنی خاموش نہ رہے۔ اور کھاتے وقت چمچ کا استعمال نہ کرے اور پوری طرح سیر ہونے سے پہلے ہی کھانے سے ہاتھ روک لے۔ دن کو ایک ہی وقت کھانا کھانے کی کوشش کرے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ دو دفعہ کھانا کھائے۔ ان میں سے ایک تو چاشت کے وقت اور دوسرا ظہر و عصر کے درمیان کھائے۔

چنانچہ سلف صالحین نے کہا ہے کہ جو شخص دن میں دو دفعہ کھانا کھائے گا اس کو

بھوک نہیں لگے گی۔ نیز مٹی کے برتن میں کھانا کھایا جائے کیونکہ یہ تواضع وانکساری کے زیادہ قریب ہے۔ جب کھانے سے فارغ ہوجائے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِصَاحِبِ الطَّعَامِ وَلِاٰکِلِہٖ وَلِمَنْ

پروردگار مجھے بخش دے، کھلانے والے، کھانے والے اور اس

کَانَ سَعْیًا وَسَبَبًا فِیْہِ ط اَللّٰھُمَّ زِدْ نِعَمَکَ

میں سب کوشش کرنیوالے اور اس کا سبب بننے والے سب کی مغفرت فرما۔

عَلٰی عِبَادِکَ وَلَا تَنْقُصْ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ

اے اللہ اپنے بندوں پر نعمتوں کی فراوانی فرما اپنا فضل وکرم ان پر تنگ (کم) نہ کر

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

○

اگر ان دو جملوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے۔ کھانے کا ادب یہ ہے کہ پوری اشتہا کے ساتھ پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ بلکہ اس نیت سے تھوڑا کھائے کہ "اُس کی مدد سے حقوق اللہ اور بال بچوں کے حقوق صحیح طور پر ادا کرسکوں گا" تاکہ نیت کے موافق ثواب بھی ملے۔

رہائش گاہ میں مشابہت

رہائش گاہ میں مشابہت یہ ہے کہ وہ اتنی وسیع ہو جتنی بودوباش کے لئے ضروری ہے۔ ادنیٰ درجہ کی رہائش یہ ہے کہ مسجد، خانقاہ یا کسی سرائے کے گوشے میں اقامت گزین رہے۔ جیسا کہ اصحاب صفہ نے اختیار کر رکھی تھی۔ اوسط درجہ کی رہائش یہ ہے کہ جتنے رقبے کی ضرورت ہو کسی سے کرایہ پر یا استعار حاصل کرلے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے لئے کوئی خاص جگہ مخصوص کرے۔ لیکن اس میں بھی ضرورت سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہونی چاہیئے اور زیادہ بلند وبالا بھی نہ بنائے کیونکہ ایسا کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی

چھ ہاتھ سے زیادہ اونچا مکان تعمیر کرے ایک غیبی ندا دینے والا پکار اٹھے گا۔

يَا اَفْسَقَ الْفَاسِقِيْنَ — اے فاسقوں میں سب سے بڑا فاسق۔

(حدیثِ نبویؐ)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ بَنٰى فَوْقَ مَا يَكْفِيْهِ كُلِّفَ اَنْ يَحْمِلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ — جو شخص ضرورت سے زیادہ بڑا مکان تعمیر کرے قیامت کے دن اس کو اٹھانے پر مجبور کیا جائیگا۔

(حدیثِ نبویؐ)

سازوسامان میں مشابہت

گھریلو سازوسامان میں مشابہت یہ ہے کہ کھانے اور پینے کے علاوہ اور کوئی مال و اسباب نہ ہو جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حال کے موافق ہو کہ آپ کے پاس ایک عدد کنگھی، ایک عدد برتن اور ایک عدد سوئی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گدّا تھا جس پر آپ سوتے تھے۔ کھجور کی چھالوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ تھا اور ایک عدد ٹاٹ کا بچھونا تھا۔

جب بھی آپؐ کے گھر میں کوئی چیز بطور ہدیہ آتی تو جب تک آپؐ اسے فقراء و مساکین میں تقسیم نہ کروا دیتے گھر میں قدم نہ رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں مروی ہے کہ کبھی بھی سونے چاندی نے آپ کے گھر میں رات نہ گزاری یعنی جس وقت یہ چیزیں آپؐ کی خدمت میں پیش کی جاتیں اسی وقت آپؐ انہیں تقسیم کردا دیتے اور رات تک کوئی باقی نہ رہنے دیتے۔

رفتار میں مشابہت

چال چلن میں مشابہت یہ ہے کہ کسی بھی تہمت والی جگہ جانے سے اجتناب کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔

اِتَّقُوْا عَنْ مَوَاضِعِ التُّهَمِ۔ (حدیثِ نبویؐ)
تہمت والی جگہوں سے بچے رہو۔

بلاضرورت اور بلاوجہ بازاروں، حماموں اور بدنام محلّوں میں نہ جائے بلکہ دن رات اپنے مرشد کے پاس رہے۔ البتہ اگر سُستی دُور کرنے اور مظاہرِ قدرت سے لطف اندوز ہونے کے لئے باہر نکل جائے تو چاہیئے کہ مشائخین کے آستانوں اور مسلمانوں کے مقبروں میں چلا جائے۔ وہ بھی اس نیت کے ساتھ کہ وہاں سے عبرت اور سبق حاصل کریگا۔ نگونسار بنانے والا تکبّر اور اسفل السافلین میں پہنچانے والی ریاکاری کو دور کر کے ذلّت وحقارت اور تواضع وانکساری اختیار کرے۔

متقی عالم اور دیندار دوست اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے۔ بشرطیکہ وہ قیامت کے امور میں اہتمام کی ترغیب اور دنیا کی کبر و نخوت سے نفرت دیتے ہوں۔ ان کے علاوہ مریضوں کی عیادت کے لئے جایا کرے، جنازہ میں شرکت کرے کیونکہ یہ کارِ ثواب ہیں۔ جاہل، فاسق، دنیادار، بدعت پرست، گمراہ، امرار، حکّام اور بادشاہ کی مجلس و صحبت سے دُور رہے اور اپنے تمام اوقات کا خاص طور پر خیال رکھے۔ ذکر، فکر اور محاسبہ میں مصروف رہے۔ جو بات کہے یا جو کام کرے اس میں نیت اچھی رکھے اور نیکی کا ارادہ کرے تاکہ اس کا اجر بھی دگنا ملے کیونکہ "اِنّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَات" (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے)۔ مذکورہ بالا اچھی عادتوں پر پوری طرح مکمّل طور پر عمل کرنے کی جدّوجہد کرے۔ سُستی اور غفلت کی راہ نہ دے۔ بلکہ دن رات کے اوقات میں مختلف طاعات اور ریاضات کے جملہ اقسام کو بجالانے کی کوشش کرے اور دل وجان سے انکی بجاآوری کا اہتمام کرے، خواہشاتِ نفسانی اور اخلاقِ مذمومہ کو قلع قمع کرنے اور اوصافِ حمیدہ کو چمکانے کے لئے دل میں یدِ بیضا پیدا کرے، عبادات کو رسماً یا عادتاً بجا نہ لائے۔ بلکہ جو بھی عمل بجالائے اس کی حقیقت ومعارف کو جان کر خلوص کے ساتھ بجالائے۔ عبادات وریاضات کی سختیوں اور تکالیف کو خندہ پیشانی اور بشاشت سے برداشت کرے اور ہر آن صابر وشاکر رہے۔

دنیا کی زندگی

یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کام کا آغاز نہ کرے. نفس کے لئے ابتدا میں یہ ایک بوجھ بن جائے گا۔ لہٰذا دل سے نفس کو اس طرح خطاب کرے کہ اے نفس! جب موت آجائے گی اور تجھے نفسانی تاریکی اور جسمانی تنگی سے نجات مل جائیگی اور تم روحانی روح و ایمان اور فرحت و تازگی کے چمن میں پہنچ جاؤ گے کیونکہ ہر آدمی کے لئے ہر وقت موت آنے کا امکان ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ السَّبِيْلِ وَعِدْ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔	تم مسافر یا غریب الدیار کی زندگی بسر کرو اور خود کو اہلِ قبور میں سے شمار کرو۔

(حدیثِ نبوی)

حکایت

حکایتوں میں آیا ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک قبر بنوا رکھی تھی اور ایک کفن بھی تیار کر رکھا تھا۔ وہ ہر صبح کفن پہن کر قبر میں اُتر جاتا اور تھوڑی دیر اس میں لیٹ جاتا، پھر باہر نکل آتا اور اپنے نفس کو یوں کہا کرتا تھا کہ اے نفس! ذرا سوچو کہ تمہیں دنیا سے اٹھا لیا تھا اور قبر میں اتار دیا تھا لیکن تجھے ایک بار پھر دنیا میں بھیجدیا ہے اور مزید ایک دن کی مہلت دی ہے۔ اب چاہیئے کہ تم مختلف قسم کے اوراد و اذکار اور طاعات و ریاضات میں مصروف رہو معلوم نہیں کہ کل تمہیں قبر سے واپس بھی بھیجدیں گے یا نہیں۔

مذکورہ آداب کی شرائط ایسے شخص کے لئے خاص ہیں جو کسی شیخ (مرشد) کامل

کی محبت سے مشرف ہوا ہو اور اس کی صحبت کی دولت سے مالا مال ہو چکا ہو۔ نیز ضروری ہے کہ وہ شیخ خود بھی راسخ الاعتقاد ہو۔ سالک کو چاہیئے کہ اپنے ظاہر اور باطن پر شیخ (مرشد) کو مختارِ کل بنائے، کسی بھی عمل یا ریاضت کو شیخ کے حکم سے بہتر نہ جانے بلکہ جو کچھ شیخ کہے فوراً اس پر عمل کرنا ضروری اور لازمی تصور کرے۔ قلب کو تنقید و اعتراض کی آلودگیوں سے پاک و صاف رکھے۔ یہی بہترین طاعت اور افضل ترین عبادت ہے۔

کار تو در امر آں یک ساعت است

بہتر از بے عمر عمرے طاعت است

محبوب و مطلوب کے حکم سے ایک ساعت کام کرنا اس کے حکم و ہدایت کے بغیر عمر بھر طاعت بجا لانے سے زیادہ بہتر و افضل ہے۔"

اصل دوم تثبت

دوسرا اصل تثبت (ثابت قدمی) ہے۔ اے عزیز! جان لو! جب سالک مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو جاتا ہے قول و فعل میں اور اخلاق و آداب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے اور رسولؐ اللہ سے اپنی ظاہری مشابہت کی نسبت درست کرتا ہے، تو چاہیئے کہ صرف مشابہت پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ ان تمام معاملات کی سختی سے پابندی کرے اور ان پر ثابت قدم رہے۔ اپنے نفس کو مختلف ریاضتوں اور مجاہدوں سے آزماتا رہے۔ ہر کام سے پہلے نیت کرے تاکہ اصل مقصد و مدعا ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے۔

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔	اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جو پابندی سے کیا جائے خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔
(حدیث نبویؐ)	

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

كَانَ اَعْمَالُهٗ دَائِمَةً فَكَانَ اِذَا عَمِلَ عَمَلاً اَثْبَتَهٗ۔ (حدیث نبویؐ)

آپ کے اعمال دائمی قسم کے ہوتے ہیں جب کوئی عمل شروع کرتے تو اس پر ثابت قدم رہتے تھے۔

یعنی جب بھی کوئی عمل شروع کرتے اس پر پابندی کے ساتھ عمل کرتے رہتے تھے اور کسی بھی وقت اسے ادھورا نہیں چھوڑتے تھے۔

یہ معنی (عملِ مسلسل) تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس میں زبردست تاثیر کا باعث بنتا ہے۔ جب سالک ایک ایسے عمل پر جو نفس کو قطعاً ناپسند ہے ثابت قدم رہتا ہے اور رفتہ رفتہ نفس کو اس کا مکلف اور عادی بنا دیتا ہے۔ ایک طویل مدت کے مجاہدے اور ثابت قدمی کے بعد وہ ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیز نفس کے لئے یقیناً محبوب و مرغوب بن جاتی ہے۔ کیونکہ نفس اپنے ابتدائی حال میں دودھ پینے والے بچے کی مانند ہوتا ہے۔ بچہ اپنی آغاز نشوونما میں محض شیر مادر سے سیر ہو جاتا ہے اور مختلف کھانوں سے جو ماں کے دودھ کی نسبت بدرجہا لذیذ ہوتے ہیں، متنفر ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں جب وہ کھانے پر مجبور ہوتا ہے تو وہ اس کی عادت بن جاتی ہے اور اپنے پرانے (شیر مادر) سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس طرح نفس کو شروع شروع میں خواہشات و شہوات محبوب ہوتے ہیں اور عبادات و ریاضات سے نفرت ہوتی ہے۔ لیکن جب نفس عبادات اور اعمالِ صالحہ کا مکلف بنا دیا جاتا ہے تو وہ اس پر پابند ہو جاتا ہے اور وہ ناگوار عمل اس کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے اس وقت وہ اپنے اصل مرغوب عمل جو گناہ کا ارتکاب ہے، سے اجتناب کرتا ہے۔ جب عبادات اور اعمالِ صالحہ اس کا محبوب و مرغوب مشغلہ بن جاتا ہے تو سستی و ملالت سے جو شیطانی وسوسوں کو تیز کرنے والی اور شہواتِ انسانی کو برانگیختہ کرنے والی ہے، رہائی پاتا ہے۔ اس حال میں بہت سے ان سے لذت پاتے ہیں اور ریاکاری، خواہشات پرستی، فاسد خیالات اور تشویشناک وسوسوں سے پاک و

صاف ہوجاتے ہیں۔ اس وقت اس سے کوئی عمل یا ذکر یا کوئی دعا عمل میں آتی ہے وہ محل قبولیت سے نزدیک ہوتی ہے اور اس کی تمام عبادات و ریاضات احوال بلند اور مقامات پسندیدہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کا ایمانِ لسانی، ایمان ایقانی میں بدل جاتا ہے اور اکثر اسرارِ طریقت اس پر کھل جاتے ہیں اور اس کا سیر عالمِ ملک سے ملوک میں منتقل ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقت "اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (البقرہ۔ ۴۰)۔ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔" ظاہر ہو جاتی ہے۔ پل صراط جو جہنم کے اوپر سے گزرتی ہے۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ یہی اصول دین کی مشکل ترین صورت اور اربابِ یقین کی سخت ترین منزل ہے۔ کیونکہ صلحاء، اولیاء اور اکابرینِ دین میں سے ہر ایک کا قدم کچھ نہ کچھ ڈگمگا جاتا ہے۔ چنانچہ جس قدر لغزش ہوتی ہو اسی قدر وہ جہنم کی آگ میں جائے گا۔ جیساکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ج (مریم ۷۱) — تم میں کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر وارد نہ ہو۔

اور صراطِ مستقیم کا جو سورۃ الفاتحہ میں مذکور ہوا ہے اسی کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرنیکی توفیق عطا فرما اور

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ ۶) — اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا دے۔

اصل سوم تحقق

اے عزیز! جان لو! جب سالکِ راہِ حق ان مقامات و حالات سے انصاف کرتا ہے اپنے ظاہر کو کمال مشابہت نبوی سے جو شریعت سے عبارت ہے، آراستہ کرتا ہے اور باطن کو کمال تثبت و استقامت سے جو طریقت کی طرف اشارہ ہے، مختلف مجاہدوں

اور متنوع ریاضتوں کے ذریعے پاک وصاف کرتا ہے۔ چاہیئے کہ محض مشابہت اور تثبت (پابندی) پر اکتفا نہ کرے بلکہ ہر کام اور ہر عمل سے جو وہ بجا لاتا ہے، الطافِ الٰہی کے اور اکرام نامتناہی کے دروازوں کی کشادگی کا امیدوار اور منتظر رہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل میں انوارِ قدیم کا ایک نور جلوہ گر ہو جاتا ہے اور اس کے خانۂ وجود کو فنا کی جھاڑو کے ذریعے خس وخاشاکِ ہستی سے پاک کر دیتا ہے اور اس کے صحنِ دل کو غیر و حدوث کے کانٹوں سے پاک کر دیتا ہے۔ اس کے ریاض دل میں وارداتِ غیبی اور الہاماتِ فلکی کے انواع و اقسام کے پھول کھلنے لگتے ہیں۔ اس کے جسم کا کونہ کونہ بلکہ سارے جہاں کے اطراف و اکناف اس کے نور سے بھرا ہوا پاتا لیکن اس کے درمیان اپنے آپ کو نہیں پاتا۔ وہ جو کچھ بولتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بولتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے، اس سے سنتا ہے، ہر چیز میں اسے وہ نظر آتا ہے اور ہر چیز اس سے سمجھتا ہے اور وہ ہر لمحہ زبانِ حال سے کہتا ہے ؎

اِذَا اَبْصَرْتَنِیْ اَبْصَرْتَهٗ
وَاِذَا اَبْصَرْتَهٗ اَبْصَرْتَنِیْ

○

روز و شب میگفت مجنون ایں سخن
من کیم لیلی و لیلی کیست من؟
ما دو روحیم آمدہ در یک بدن
من کیم لیلی و لیلی کیست من؟

(ہر وقت مجنون یہ کہتا پھرتا تھا کہ لوگو! سنو میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ ہی میں ہوں ہم دونوں ایک ہی جسم کی دو روح ہیں اور ہم دونوں ایک ہیں، ہم میں کوئی دوئی نہیں ہے)

جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس پر

رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ — میں نے اپنے رب کو بہترین صورت

صُوْرَۃٍ۔ (حدیث نبویؐ) میں دیکھا۔

کا مقام مکشوف ہو جاتا ہے اور حقیقت

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (ابراہیم ۴۸)

قیامت کے دن یہ زمین دوسری زمین میں بدل جائے گی اور آسمان بھی بدل جائیں گے اور سب اللہ تعالیٰ کے روبرو اٹھ کھڑے ہوں گے۔

واضح ہو جاتی ہے، سلطان روح تنزیہہ کے تخت پر بطور خلافت جلوہ گر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا لشکر شیطان کی فوج پر غالب آتا ہے اور بدن کے سارے اجزا روح کے قبضے میں چلے جاتے ہیں، اس حال کا مالک اس جہاں میں رہتے ہوئے اُس جہاں میں پہنچ جاتا ہے اور موت و زیست اس کے لئے یکساں بن جاتے ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ ۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں ان کا احساس نہیں ہوتا۔

اگر سو رہا ہو تو وہ تجلیاتِ الٰہی سمیٹنے میں مصروف ہوتا ہے اور وہ ارشاد نبویؐ

تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔

میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں ہوتا۔

کا مصداق بن جاتا ہے اور اگر بیدار ہو تو وہ اسرار وارد ہونے اور انوار سے بہرہ ور ہونے کا موجب بنتا ہے اور وہ

تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ۔ (الکھف ۱۸)

تم سمجھو گے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔

ہمدانیہ

اثر

امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

غلام حسن سہروردی بلتستانی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شریعتِ محمدیؐ اور طریقتِ احمدیؐ کی شاہراہ پر چلنے والے طالبوں، بیابانِ طریقت اور میدانِ حقیقت کا رُخ کرنے والے سالکوں پر آں عزیز کے حقیقی علوم وفنون کی روشنی چمکتی رہے اور آں عزیز کی بادِ نسیم مقبرۂ جہالت کے مُردہ دلوں کو زندگی بخشنے اور حیاتِ نَو عطا کرنے کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)۔

امابعد اس کتابچے کی تحریر اور اس مختصر مقالے کی تحریر کا مقصد یہ ہے کہ آں عزیز ایک دن میری مجلس میں موجود تھا جس میں اسم ہمدان کے بارے میں کچھ باتیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ آنعزیز بالکل صحیح طور پر سمجھا تھا لیکن ان جہلاء کے لئے چند سطریں لکھنا مناسب سمجھیں جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ طمع اور لالچ میں آکر ہر کمینے کے دروازے پر کُتّے کی طرح بھونکتے ہیں اور مختلف محفلوں میں بے نمک دیگ کی طرح جوش میں آکر شور کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتابچہ ان کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

جوابِ اوّل

جاننا چاہیئے کہ حرف اور لغت کی اصطلاح میں ھَمَہٗ فَعَلُ کے وزن پر اور ھَمْدَانُ فَعْلَانُ کے وزن پر آتا ہے۔ اسی طرح جَلْجَانُ اور دَوْدَانُ وغیرہ بھی آتے ہیں۔ یہ ھمدان کا لفظ ہے جسے دوسرے حرف ہاء کی ضرورت نہیں ہے۔ تاکہ کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ ھمہ دان "عالم الکل" کے لئے بولا جاتا ہے اور عالم الکل (ہر چیز کا جاننے والا) سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہوسکتا۔

جواب دوم:۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ ہمدان دو جگہوں کا نام استعمال ہوا ہے۔ ایک

یمن میں واقع ہے اور دوسرا عراق میں۔ اوّل الذکر سکونِ میم کے ساتھ ھَمْدَان ہے اور ثانی الذکر میم مفتوح کے ساتھ ھَمَدَان۔ عربی میں لکھی ہوئی چند کتابوں میں آیا ہے کہ

ھَمْدَانُ صَحَّ بِسُکُوْنِ الْمِیْمِ۔ ہمدان میم ساکن کے ساتھ ہی درست ہے۔

یہ ھَمْدَان یمن میں ہے نہ کہ عراق میں اور یہی امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان باتوں کا مصداق ہے جسے انہوں نے اس شہر کے نام کے ساتھ نظم میں ذکر کیا ہے۔

و آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند!!
در مسند خود را بہ سر صدر نشاند
و آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
بیدار کند زود کہ در خواب نماند
و آنکس کہ نداند و بداند کہ نداند
از خویشتن از کفر و جہالت برہاند
و آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
تو مردہ بشمارش کہ کشش زندہ نخواند
انیک بعراق اندر شہرے است معظم
کو را ھمدان خوانند او ہیچ نداند

اسے حضرت سلمانؑ کے زمانے کی تعمیر شدہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فراق بر دل نادان چو برگ کاہی نیست
ولیک بر دل ہمدان چو کوہ الوند است

(محبوب سے جدائی نادان کے دل میں رائی کے دانے سے بڑی نہیں لیکن عشق و محبت جاننے والوں کے نزدیک یہ کوہ الوند سے بھی بڑی ہے۔)

جواب سوم

تیسرا جواب یہ ہے کہ لفظ ہمدان ایک مخصوص شہر کا اسم علم ہے اور شدہ بات

ہے کہ اعلام میں خاص معانی مسطور ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ منطق کہتے ہیں کہ

عَبْدُ اللّٰہِ مُفْرَدًا اِذَا	لفظ عبداللہ اگر علم ہو تو یہ مفرد ہے
کَانَ عَلَمًا۔ لِاَنَّہٗ حِیْنَئِذٍ	نہ کہ مرکب۔ کیونکہ اس صورت
لَمْ یُعْتَبَرْ فِیْہِ مَعْنَی	میں عبدیت اور الوہیت کے
الْعَبُوْدِیَّۃِ وَالْاُلُوْھِیَّۃِ	معنوں کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائیگا۔

اوپر جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ اہلِ ظاہر کے نقطۂ نظر سے ہے۔

امام شیخ (فخر الدین رازیؒ) کی باتوں کا جواب اہلِ تصوف کی اصطلاح میں یوں دیا جاسکتا ہے، اگرچہ اس قوم کے حقائق و معاملات کے آثار اور آداب و عادات کے قواعد بہت حد تک پرانے ہوگئے ہیں۔ جن عزیزوں نے اس قوم کے طور طریقے از سرِ نو زندہ کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا وہ اب چھٹ گئے ہیں۔ ان دامن آلود لوگوں کے شرمناک افعال کی وجہ سے اپنا چہرہ چھپا لیتے ہیں۔ خود بیں اور مغرور لوگوں کی انگشت نمائی کا نشانہ بن گئے ہیں لیکن دوسری طرف بہت سے دجال صفت خوبصورت لوگ اپنے آپ کو بطور مقتدیٰ شہرت دے بیٹھے ہیں، نہ صرف خود کو بلکہ مخلوق خدا کو بھی ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔

وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا	دوسرے بہت سوں کو انہوں نے
عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ۔	گمراہ کردیا اور خود بھی سیدھے راستے
(المائدہ ۷۷)	سے بھٹک گئے۔

اَمَّا الْخِیَامُ فَاِنَّھَا کَخِیَامِھِمْ
وَاَرٰی نِسَاءَ الْحَیِّ غَیْرَ نِسَائِھَا

(یعنی یہ خیمے ان کے خیمے جیسے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس میں موجود عورتیں بنی حی کی عورتیں نہیں بلکہ کسی اور قبیلے کی عورتیں ہیں)۔

افسوس کہ اپنے گراں قدر وقت کو عمر و زید جیسے لوگوں سے ملنے جلنے میں گزار دیا۔ جب انہوں نے دور دراز مقامات پر رہنے والے کسی شخص کے اوصاف سن لئے تو اس کے پاس جانے کی حامی بھرلی، لمبے لمبے فاصلے طے کئے، انہوں نے دشوار گزار دریائی، پہاڑ و دل

"ان کتب میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ اس کاغذ پر لکھے ہوئے لفظ سے زیادہ نہیں"۔ پھر وہ کہے کہ وہ ہر چیز کو جاننے والا ہمہ داں ہے تو اس شخص نے بھی ایک لحاظ سے سچ کہا لیکن یہ بات صرف سعادتمندانِ ازلی کے لئے مناسب ہے کہ ہر کہ و مہ کے لئے نہیں۔

اے عزیز! عاشقِ حق جو اس کی محبت کی وادی میں جل رہا ہو اور عنایتِ الٰہی کے جذبات کی کشش کی وجہ سے بشریت کا لباس اتار چکا ہو اور اپنی نظرِ ہمت کو

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی — ان کی آنکھ نہ بھٹک گئی اور نہ حد سے بڑھ گئی۔

(النجم ۱۷)

سویٰ سے سلا کر غیر حق کے دیدار سے محفوظ کر دیا ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی نگاہِ بصیرت کو

اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ — مومن نورِ خدا کی مدد سے دیکھتا ہے۔

(حدیث نبویؐ)

کے سُرمے سے روشن کرے گا۔ اپنے جمال و کمال کو کائنات کے ذرّے ذرّے کے روپ میں اسے دکھائے گا۔ اس کے دل کے آئینے کو غبارِ نجاسات کی آلودگی سے پاک کرے گا اپنی محبت کی شرابِ معرفت کے جام کے ذریعے

یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ — وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

(المائدہ ۵۴)

کے تحت اس کی لبِ جان سے لگاتار ہے گا، اس کی مرغ روح کو جو عالمِ ملکوت کا پرندہ ہے کنگرۂ قدسی کی بلندیوں میں اڑائے گا، الواحِ ہستی کے چہرے کو بطور کتابِ شہودی

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ (الشوریٰ ۵۳) — ہم انہیں کائنات میں اور ان کے اپنے نفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔

کے تحت اس کے سامنے پیش کرے گا تاکہ وہ ذرّے کے ہر ورق پر اس کے اسرار کا مطالعہ کرے۔ اور

اور جنگلوں کو عبور کیا۔ لیکن جب وہاں پہنچ کر موصوف سے ملاقات کی تو

كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا۔ (النور ۳۹)

جیسا کہ ایک چٹیل میدان میں سراب پیاسا اسے پانی سمجھتا تھا جب وہاں پہنچا تو کچھ نہیں پایا۔

وَمَا عَرَفْتُ النَّاسَ إِلَّا ذَمَمْتُهُمْ!!
جَزَاءَ اللّٰہِ خَیْرًا مَنْ لَکِنْ لَسْتُ أَعْرِفُهُ

(میں نے جن لوگوں کو پہچان لیا ان کی بدکرداری اور نالائقی کی میں نے مذمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جزائے خیر دے جن کو ابھی تک میں پہچان نہ سکا۔ اور ان کی خامیوں سے ابھی تک آگاہ نہیں ہو سکا۔)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (البقرہ ۱۵۶)

ہم اللہ کے لئے ہیں ہم اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

اب ہم پھر اسی سلسلے کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور ہمدان کے عرفانی معنی کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جواب چہارم :۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سارے حروف تہجی یاد کرلے اور کسی کتابخانے (لائبریری) میں جائے جہاں ہزاروں کتب موجود ہیں۔ پھر وہ دعویٰ کرے کہ "ان کتب میں جو کچھ بھی ہے میں ان سب کو جانتا ہوں" ایک لحاظ سے اس شخص کا دعویٰ سچا ہے۔ کیونکہ ان کتب میں لکھے ہوئے سارے کلمے اور جملے انہی حروفِ تہجی سے تو بنے ہیں اور وہ یقیناً ان کتب میں لکھے ہوئے حروف کا عالم ہے۔ ہاں ان مسائل و احکام کی تفصیل اور توضیح جو ان کتابوں میں مرقوم ہے۔ ان کے بارے میں جب اس سے پوچھا جائے تو یقیناً وہ حیران اور عاجز ہو جائے گا۔ اسی نکتے میں بھی یہی باتیں (یعنی حروفِ تہجّی وغیرہ) ہیں لیکن وہ ان کے سمجھنے سے قاصر اور معذور ہے۔ اسی طرح ان کتابوں میں بہت سی چیزوں کے نام مرقوم ہیں۔ کوئی شخص ایک کاغذ پر دنیا (عالم) کا نام لکھ لے اور کہے کہ

اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (الاسراء ۴۴)
کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالے کی تسبیح اور حمد نہ کرتی ہو۔

کی حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ اب مزید مختلف موہوم منزلوں اور مرتبوں کے طے کرنے اور مشقت برداشت کرنے سے گریز کرتے ہوئے خلوت خانۂ وحدت میں چلا جائے اپنے وجود کی تاریکی سے نکل کر۔

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ۔ (النحل ۹۶)
تمہارے پاس جو ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

کے تحت اللہ تعالیٰ سے مل جائے اور ہر ذرّے کی زبانِ حال سے سُن لے ؎

جہاں را بلندی و پستی توئی
ندانم چہ ہر چہ ہستی توئی

(میرے پروردگار! اس کائنات کی ساری بلندی و پستی تو ہی تو ہے میں تجھے اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ کچھ ہے تو ہی تو ہے)۔

جب سالکِ راہِ حق اس مقام کو پہنچتا ہے تو اس پر

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْکُمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَلٰکِنْ لَا تُبْصِرُوْنَ۔ (ق ۱۶)
ہم تم سے تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں ہو۔

کی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ آفتابِ عزت (اللہ تعالیٰ کی تجلیات)

وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَاءِھِمْ مُّحِیْطٌ (البروج ۲۰)
اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں۔

کے تحت حجاب کے پیچھے سے

وَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ (حدیثِ نبوی)
تم اسے دیکھتے نہیں (لیکن وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔

اپنا چہرۂ اقدس دکھاتا ہے۔ اس وقت سالک پر

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (الحدید ۴)
وہ (ذاتِ حق) تو تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔

کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں اور ہر جگہ عروس

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ البقرہ ۱۱۵
تم جہاں رُخ کرو گے وہاں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے۔

کے تحت جلوہ گر فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ (النور ۳۴)
اللہ ہی زمین اور آسمانوں کا نور ہے۔

آنکھ کے اشارے اور

رَاَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ۔ (حدیث نبویؐ)
میں نے اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا۔

کے اسرار اسے گھیر لیتے ہیں۔ فرامینِ خداوندی کی سیاہی

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ۔ (الحدید ۳)
اللہ ہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔

ملک و ملکوت کے دائرے کو گھیرے ہوئے پاتا ہے اور اس بے پایاں دائرے کی وسعت سے بندہ کہاں جاسکتا ہے؟

فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (التکویر ۲۶-۲۷)
تم اللہ تعالیٰ کی سلطنت سے نکل کر کہاں جاؤ گے، یہ اہل جہاں کے لیے محض نصیحت ہے۔

عزیزِ من! ہر وہ دیوانۂ حق جس کا موہوم وجود اللہ عزّ و جل کی نورانی شعاعوں میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ وہ سوائے حق تعالیٰ کے کچھ دیکھتا ہے نہ کچھ جانتا ہے۔ اس مقام پر

پہنچ کر اگر کوئی

سُبْحَانِیْ وَلَیْسَ فِیْ دَارِیْ غَیْرِیْ۔ (قول بایزید بسطامی)
میں ذاتِ پاک ہوں میرے گھر میں میرے سوا اور کوئی نہیں۔

کا دعویٰ کرے، ایسا شخص ایسا دعویٰ کرنے پر مجبور ہے۔ اگر ایسا شخص کہے کہ "میں سب کو دیکھتا ہوں اور سب کو جانتا (ہمہ دان) ہوں" تو ایسے شخص نے سچ کہا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص ایسی ہستی کے مشاہدے میں ڈوبا ہوا ہے جس سے سب اشیاء کا وجود ہے۔ اور ہر شے اس سے قائم ہے۔ بلکہ سب وہی ہے۔ پس جو کوئی اس ہستی کے اوصاف و معارف تھوڑے بہت جانتا ہے وہ سب جاننے والا ہمہ دان ہے۔ اگر اسے (اللہ تعالیٰ کو) نہیں جانتا تو کچھ نہیں جانتا۔ خواہ مختلف علوم و فنون میں متبحر کیوں نہ ہو۔ البتہ ایک نکتہ یہ ہے کہ سالک کو وحدت کے مقام میں یہ نگاہ بطور اجمال ہوتا ہے۔ البتہ اگر حاجب غیرت اپنے افعال و اوصاف پر سے عزت کا پردہ اٹھا دے اور وحدت کی بجائے کثرت اعیان کی صورت میں ظہور کرے تو پھر حیرت و استعجاب کا سمندر موجزن ہو جائے گا اور عقل مدرک

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (طٰہٰ ۱۱۴)
میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔

کہنے لگے گی۔ نیز ہیں روح جو کنگرۂ قدس کا مکین ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (حدیث نبوی)
پروردگار ہمیں ہر چیز کا پورا پورا علم عطا فرما۔

کہہ کر دستِ سوال دراز کرے گی۔ اس وقت اس پر

لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ غَیْرُ اللّٰہِ (قولِ عرفاء)
اللہ تعالیٰ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی جان ہی نہیں سکتا۔

کا بھید کھلے گا اور مشہور حکیمانہ کلام

اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ دَرْکٌ۔ (قولِ حکماء)
کسی چیز کے ادراک سے عاجز آنا بذاتِ خود ادراک ہے۔

کا مفہوم سمجھ جائے گا۔ اگر اس سے بھی واضح بات چاہتے ہو تو سنو!

عزیز گرامی! جب بھی اللہ عزوجل کی طلب کی خواہش پیدا ہو جائے، یہ خواہش سالکِ صادق کے پیچھے پڑ جائے، سالک کو بندگی کی بساط پر آیتِ کریمہ

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ۔ — دیئے گئے حکم پر ثابت قدم رہو۔

(ھود ۱۱۲)

کے حکم کے تحت لے آئے۔ اسے آستانۂ مراد (اللہ تعالیٰ) سے

مَنْ قَرَعَ بَابَ الْمَلِكِ يُوشِكُ أَنْ يُفْتَحَ لَهٗ۔ (قولِ حکمت) — شاہی دروازے پر بیٹھنے والا امید رکھ سکتا ہے کہ دروازہ اس کے لیے کھلے گا

پر ملازم ہو جاتا ہے اور

جَاهِدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج ۷۸) — اللہ کی راہ میں خوب خوب جہاد (جدوجہد) کیا کرو۔

کے تحت ریاضت و مجاہدے کی تلوار سے اوصاف و اخلاقِ خبیثہ کے اصول و فروع (جڑیں اور ٹہنیاں) کاٹ ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ۔ (الھمزہ ۶-۷) — اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں جلتی اور بھڑکتی رہتی ہے۔

سے ہستیٔ موہوم کے خرمن کو جلا دیتا ہے اور سنتِ نبویؐ کی متابعت

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (آلِ عمران ۳۱) — کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری (رسول اللہ کی) کی اطاعت کرو۔

کے تحت آئینۂ دل سے عادات و رسوم کے زنگ کو دُور کرتا ہے، دل کے آنگن کو جو تدبیر کا محل ہے، شر کے غبار، فاسد خیالات اور باطل افکار کی آلودگی، نفی اور اثبات کے جھاڑو

ذریعے صاف کرتا ہے۔ اور صبر کی سواری

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ (الکہف ۲۸)

اپنے دل کو ان کی معیت پر مطمئن کرو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

پر سوار ہو جاتا ہے، تعلقاتِ دنیا کی گھاٹی

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ (آلِ عمران ۱۴)

لوگوں کے لئے ان کی مرغوب چیزیں آراستہ کی گئیں۔

کو پار کر لیتا ہے۔ گلیم سیاہ

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ (حدیث نبویؐ)

فقر و احتیاج دونوں جہانوں میں رسوائی و روسیاہی کا باعث ہوتی ہیں۔

کو اپنے دوشِ جان پر ڈال لیتا ہے اور اہلِ دنیا کی نظر میں خاکِ مذلت

مَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَخَرَّ دُنْيَاهُ۔ (حدیثِ نبویؐ)

جو آخرت آباد کرنا چاہتا ہے وہ دنیا کی زندگی افسوسناک اور خراب حالت میں گزارتا ہے۔

پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اشارے

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (الانعام ۹۲)

آپ کہہ دیں کہ اللہ نے قرآن نازل کیا ہے پھر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔

اپنا دل اللہ کی طرف لگا کر دونوں جہانوں سے منہ پھیر لیتا ہے۔ دستِ توکل آیت کریمہ۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ (آل عمران ۱۰۳)

تم سب مل کر اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں

پھوٹ مت ڈالو۔

کے تحت اللہ کی رسّی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیتا ہے۔ دنیا کے آفات و عوارض سے بموجب

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ۔ پس تم سب اللہ کی طرف دوڑو۔

(الذاریات ۵۰)

اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے۔ لازمی طور پر

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا اَتَقَرَّبُ اِلَیْہِ ذِرْعًا۔ جو مجھ سے ایک بالش نزدیک ہو جاتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہو جاتا ہوں۔

(حدیث نبویؐ)

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سالکِ راہِ حق کا شاملِ حال بن جاتا ہے۔ دستِ ہدایت (اللہ تعالیٰ)

وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کرینگے انہیں ہم اپنے راستے ضرور دکھائیں گے

(العنکبوت ۶۹)

کے تحت ہدایت کی چادر سالکِ راہِ حق پر ڈال دیتا ہے۔ آیت کریمہ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ (الشوریٰ ۱۳) اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بنا لیتا ہے۔

کے تحت سالک کو شرف و کرامت کے تخت پر بٹھا دیتا ہے۔ سالک کی موہوم ہستی کو

اَلْمُحْدِثُ اِذَا قُرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَمْ یَبْقَ لَہٗ اَثَرٌ حادث جب قدیم کے پاس رہتا ہے تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔

(قولِ حکماء)

کے نظریے کے مطابق اپنی ہستی مطلق میں فنا کر دیتا ہے اور

مَنْ قَتَلَہٗ مَحَبَّتِیْ فَاَنَا دِیَتُہٗ۔ (حدیثِ قدسی) جسے میری محبت ہلاک کرے، میں خود اس کی دیت بنوں گا۔

کے تحت اس کی جگہ اپنی ہستی کو پیش کرتا ہے اور اس کی ہستی کو۔

كُنْتُ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ — میں اس کا کان، اس کی آنکھ اور
وَ لِسَانُهٗ (حدیثِ قدسی) — اس کی زبان بن جاتا ہوں۔

کی خلعت سے آراستہ کرتا ہے اور اسے ناقصانِ عالم کی تکمیل کے لئے دوبارہ دنیا میں بھیج دیتا ہے۔

اے عزیز جب سالکِ راہِ حق اس مقام پر پہنچتا ہے، جو بھی دیکھتا ہے حق سے دیکھتا ہے، جو بھی کہتا ہے حق سے کہتا ہے اور جو بھی جانتا ہے حق سے جانتا ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ — بے شک اللہ کے لئے زمین
شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا — میں کوئی چیز پوشیدہ ہے نہ
فِى السَّمَآءِ (آل عمران ۵) — آسمان میں۔

(چونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں اسی طرح اس مقام پر پہنچنے والے پر بھی کچھ مخفی نہیں رہتا۔)

اس آیت سے سمجھو۔ جس کو ایسی باتیں سمجھنے کا ذوق حاصل نہیں وہ کیا جانے؟ بس اس پر اختصار سے کام لیتا ہوں۔ عروس جمال کا زیور جاہ پرست جاہلوں اور دشمن اندھے دلوں کی نظر سے مستور رہنا ہی بہتر ہے۔

عزیز من! اہل کمال کی بہترین عادات میں سے ایک یہ ہے کہ جو بھی سنتے ہیں اس کے بارے میں بہترین تعبیر سے کام لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ — وہ لوگ پہلے بات کو غور سے سنتے
فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔ — ہیں پھر اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔

(الزمر ۱۸)

لیکن ہٹ دھرم اور ناقص لوگوں کے برے اوصاف میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ جو بھی سنتے ہیں انکار اور مخالفت پر اتر آتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَ اِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ — جب ان کی ہدایت نہ ہوتی تو

فَسَيَقُولُونَ هٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ۔ (الاحقاف ۱۱)

وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو قدیمی جھوٹ ہے۔

اس زمانے کے اکثر لوگ اسی سے متصف ہیں۔ اِلّاماشاء اللہ۔ اسی طرح اُن کے اخلاق و کردار بھی ہیں۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ (الانعام ۱۱۶)

سچائی اور انصاف میں تمہارے پروردگار کی بات پوری ہوئی جس کو بدلنے والا کوئی نہیں۔

والحمد للہ وحدہٗ والسلام علٰی
من اتبع الھدٰی

درویشیہ

اثر

امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

غلام حسن سہروردی بلتستانی

درویشیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ حق حمدہ و الصلوۃ علی خیر خلقہ

امابعد! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْکُمْ	اے ایمان والو! تمہارے پاس
مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ	تمہارے رب کی نصیحت آگئی ہے
وَ شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ	جس میں دلوں کے امراض کی شفاء
(یونس ۵۷)	موجود ہے۔

نیز فرمایا ہے۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ	ہم قرآن سے وہ نازل کرتے ہیں جو
مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَۃٌ	ماننے والوں کے لئے شفاء اور
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ (بنی اسرائیل ۸۲)	رحمت ہے۔

یعنی ہم تمہارے پروردگار ہیں. قرآنِ حکیم کی آیتیں اور احکامات مومنین کو لاحق بیماریوں کی دوا کے طور پر نازل کرتے ہیں یہاں تک کہ کلامِ ربانی کی ہر ہر آیت اور اخبارِ نبوی کی ہر ہر حدیث معنوی امراض کو شفاء دینے والی اور قلبی و سری و روحی نقائص کو دور کرنے والی ہے۔

نیکی اور بدی

جس طرح باطنی بیماریوں کے مادے مختلف ہوتے ہیں اسی طرح آثار آیات و

احادیث کے نتائج واثرات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح کہ یہ ایک قوم کے حق میں توسعادت مندی کا سبب بنتے ہیں جبکہ دوسری قوم کے لئے بدبختی وشقاوت کا موجب بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی ذاتِ بابرکات جہاں اور اہلِ جہاں کے لئے سراپا رحمت تھی' اس کے باوجود آپؐ کی صحبت بعض لوگوں (صحابہ کرام) کے لئے توسعادتِ ابدی کا ذریعہ بنی جبکہ ایک دوسری بدبخت اور مردود قوم مثلاً ابوجہل، ابولہب اور عبداللہ بن ابی وغیرہ کے لئے شقاوت سرمدی کا سبب بنی۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

رُبَّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا الرَّجُلُ لَا يَكُوْنُ لَهٗ سَيِّئَةٌ اَضَرُّ عَلَيْهِ مِنْهَا وَ رُبَّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا الرَّجُلُ لَا يَكُوْنُ لَهٗ حَسَنَةٌ اَنْفَعُ لَهٗ مِنْهَا	بہت سی نیکیاں جو آدمی کرتا ہے' برائی سے بڑھ کر ضرر رساں ہوتی ہیں اور بہت سی برائیاں جن کا آدمی مرتکب ہوتا ہے نیکی سے بڑھ کر مفید ہوتی ہیں۔

اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی بہت سی نیکیاں ایسی ہیں جو بندے کے حق میں معصیت سے بڑھ کر ضرر رساں اور نقصان دہ ہیں اور بہت سی برائیاں ایسی ہوتی ہیں جو نیکیوں کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش اور فائدہ مند ہیں۔

اربابِ قلوب کے ہاں یہ طے شدہ بات ہے کہ جو طاعت بندے میں عجب اور غرور پیدا کرے عین معصیت ہے' اسی طرح وہ معصیت جو طالبِ حق کو اعتراف وعاجزی اور عذر کے مقام پر لاکھڑا کرے درحقیقت وہ مفید طاعت ہے۔

انسان کی خلقت

اے عزیز! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو متضاد جوہروں سے پیدا فرمایا ہے۔ ایک جوہر لطیف اور نورانی ہے جسے روح کہتے ہیں، دوسرا جوہر کثیف اور ظلمانی ہے جسے

جسم کہتے ہیں۔ ان دونوں جوہروں کی غذا صحت اور بیماریاں الگ الگ مقرر ہیں۔ اس طرح ہر مرض کا علاج مخصوص ہے، وہ یوں کہ جس طرح بدن کی غذا پانی اور خوراک ہے اسی طرح دل اور روح کی غذا ذکر و محبت اور معرفتِ خداوندی ہے۔ امراض روحانی و جسمانی کی علامت یہ ہے کہ مرغوب غذا بھی طبیعت کے لئے ناموافق اور ناگوار بن جاتی ہے۔

جسمانی اور روحانی بیماریاں

جس طرح جسمانی بیماری کی نشانی یہ ہے کہ جسمِ انسان فاسد مادوں کی غذا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور غذا کھانے کی طرف رغبت نہیں کرتا، اسی طرح دلی، قلبی اور روحانی بیماری کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیوی مصروفیات، نفسانی لذات اور جسمانی خواہشات کی وجہ سے ذکرِ الٰہی کی حلاوت، محبّت و معرفتِ خداوندی کے ذوق سے محروم رہ جاتا ہے اور ذکر حق سے مانوس نہیں ہوتا۔ اگر اس سے کوئی طاعت عمل میں آجائے یا اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر جاری ہو جاتے تو یہ سمجھ لو کہ محض رسم اور عادت کے طور پر ہے۔ لہذا اس کو انوارِ روح اور صفائے مناجات سے کوئی حصّہ نہیں ملے گا جو مخصوصانِ ازلی یعنی مقربان اور صدیقان کی ارواح مقدسہ کو صحرائے فضل و کرم سے نصیب ہوتا رہتا ہے۔

جس طرح جسمانی بیماریوں کے اسباب ہوتے ہیں، ان اسباب کو دور کرنے اور بیماری کو ختم کرنے کے لئے خاص دوا مقرر ہے جن کے طبعی آثار اور خواص کو طبیب حاذق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی طرح روحانی اور قلبی بیماریوں کے بھی اسباب ہوتے ہیں جنہیں دور کرنے کی روحانی دوا مختلف طاعات، اذکار اور عبادات ہیں جن کی حقیقت انبیائے کرام، اولیائے عظام، مشائخین طریقت اور علمائے متدین جو حکمائے دین ہیں، کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

روحانی بیماری کا علاج

اگرچہ دوا مطلق دوا ہوتی ہے مگر ہر بیماری کے لئے خاص دوا ہی مفید ثابت ہوتی

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! ان کے اعمال کے ضائع ہونے کا باعث کون سی چیز ہو گی؟

فرمایا۔

اَکْلُ الْحَرَامِ وَ رُؤْیَۃُ الْمَخْلُوْقِیْنَ۔ — حرام خوری اور مخلوق کیلئے ریاکاری۔

یعنی بہت سے لوگ روزہ رکھیں گے۔ مگر قیامت کے دن وہ ان کے لئے وبال بن جائیگا اور بہت سے غازیوں کے لئے ان کا جہاد زنجیر بن کر انہیں جکڑ لے گا، بہت سے صدقہ دینے والوں کو ان کا صدقہ اور زکوٰۃ اعمال کے زوال کا باعث بن جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ! کونسی چیز ان کے اعمال کی تباہی کا باعث بنے گی؟ فرمایا حرام خوری اور ریاکاری۔ یعنی نیک نامی کی تمنا اور مخلوق کی نظر میں قابلِ تعریف ٹھہرنے کی امید۔

عوام النّاس کی اطاعت

عزیزمن! جب تم ان آیات و احادیث پر غور کرو جن میں نیک اعمال کی تباہی کا سبب اخلاق بشری کا گھٹیا پن، بہیمی، سبعی اور شیطانی اوصاف کی آلودگی قرار پائی ہے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اکثر عبادات جنہیں عام لوگ رسم و عادت کے طور پر بجالاتے ہیں، جنہیں میزان عدل میں تولا جائے تو وہ اِلّا ماشاء اللہ! ان کی اپنی گرفتاری کا سامان ثابت ہوں گی۔ اس معنی کی تحقیق میں یہ بھی سنو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مَالَمْ یَکُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ۔ (الزمر، ۴۷) — اور وہاں اللہ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہو جائے گا جس کا انہوں نے کبھی گمان تک نہیں کیا ہو گا۔

یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے محشر میں وہ چیز واضح ہو جائے گی جو ان کے گمان میں بھی نہ ہو گی، تو رسولؐ اللہ سے اس کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔

ھِیَ اَعْمَالٌ حَسِبُوْھَا — یہ ایسے اعمال ہوں گے جنہیں لوگ

ہے۔ اگر دوا ایک خاص مرض کے لئے مفید ہو سکتی ہے مگر دوسرے کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے، اسی طرح مختلف طاعات وعبادات اگرچہ سب برحق ہیں لیکن ہر آدمی کی قلبی بیماری کو ختم کرنے کے لئے خاص طاعت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی حالت کے منافی طاعت اس کو چنداں فائدہ نہیں دیتی بلکہ فائدہ کے مقابلے میں نقصان زیادہ پہنچاتی ہے۔ ان حقائق کے اسرار کو حکمائے دین یعنی انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آپ نہیں دیکھتے کہ ایک شخص میں صفراء غالب ہے۔ وہ بلغم جلانے والی دوا سے اس مرض کا علاج کرتا ہے تو وہ کبھی شفا نہیں پا سکتا بلکہ ان دواؤں کی وجہ سے اس میں صفراء کا مادہ بڑھتا جائے گا اور اسے ہلاک کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوتِ قرآنِ حکیم کے گراں قدر ثواب کے باوجود فرمایا کہ

ہائے افسوس! بہت سے قرآن پڑھنے والوں کو بُعد و محرومی اور لعنت و ملامت اور نقصان و خسارے کے سوا کچھ نہیں ملتا کہ

رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ۔

بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر قرآنِ حکیم لعنت بھیجتا ہے۔

اور حضرت ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کَمْ مِنْ صَائِمٍ یَکُوْنُ صَوْمُہٗ وَبَالًا عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَکَمْ مِنْ غَازِیٍ یَکُوْنُ غَزْوَتُہٗ سَلَاسِلَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَکَمْ مِنْ مُتَصَدِّقٍ یَکُوْنُ صَدَقَاتُہٗ وَزَکٰوتُہٗ زَوَالًا لِاَعْمَالِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

قیامت کے دن بہت سے روزے داروں کے روزے ان کے لئے وبال بن جائیں گے اور بہت سے غازیوں کا جہاد اس کی گرفتاری کے لئے بیڑیاں بن جائے گا۔ بہت سے صدقہ دینے والوں کے لئے ان کا صدقہ اور زکوٰۃ ان کے اعمال کے زوال کا سبب بن جائے گا۔

حَسَنَاتٍ فَوَجَدُوْهَا فِیْ کَفَّۃِ السَّیِّئَاتِ

دنیا میں نیکی سمجھتے ہیں لیکن قیامت کے دن وہ معصیت کے پلڑے میں پائیں گے

یعنی یہ ایسے اعمال ہوں گے جنہیں لوگ طاعت تصور کرتے رہیں گے۔ لیکن قیامت کے دن وہ انہیں معصیت کے پلڑے میں نظر آئیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں طاعتِ خداوندی کی بجا آوری کے لئے کسی راہِ حق کے جاننے والے، شریعت و طریقت کی منزلیں طے کرنے والے اور اسرارِ حقیقت کا ذوق رکھنے والے پیرو مرشد کی صحبت کا اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ کیونکہ جس طرح دنیوی بادشاہ کی خدمت بادشاہوں کے مقرب لوگوں کے سوا کوئی بخوبی بجا نہیں لاسکتا اسی طرح قربِ خداوندی کے دقیق اسرار و رموز راہِ سلوک پر چلنے والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ضرورتِ مرشد

جس طرح جب کوئی بادشاہ کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے تو بادشاہ کے کسی بھی قریبی مصاحب کی صحبت اختیار کر لیتا ہے کیونکہ اس کے بغیر منزلِ مراد یعنی بادشاہ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل کرنا چاہتا ہے، تو جب تک عالمِ وحدت کے سیر کرنے والے کسی مردِ کامل کی دامنِ ارادت سے وابستہ نہیں ہو جاتا مراد حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِتَّخِذُوْا الْاَیَادِیْ عِنْدَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً۔

دستِ ہمت سے فقراء کا دامن تھام لو کیونکہ وہی اہلِ دولت ہیں۔

یعنی دستِ طلب سے درویشوں کا دامن تھام لو کیونکہ حقیقت اربابِ دولت وہی ہیں۔

اس حدیث میں لفظ "اِنَّ" مبالغہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایسی دولت جس کی کوئی انتہا نہیں، ایسی سلطنت جس کی شان و شوکت کی کوئی غایت نہیں۔

مریدِ نیک بخت

جب کوئی طالبِ حق عنایت ازلی کا مقبول بارگاہ بن جاتا ہے تو وہ خوش نصیب اور سعادت مند کسی ایسے مردِ کامل کی صحبت میں پہنچ جاتا ہے جس کا ظاہر شریعت کے آداب سے آراستہ اور نفس زہد و تقوے کی پابندی سے پیراستہ ہوتا ہے، عجب و ریا کی آنکھ پھوڑ دی گئی ہے، حرص و طمع کا دہانہ قناعت کی سیل سے بند کیا جا چکا ہے۔ جس کا ظاہر بساطِ عالمِ شریعت پر ادب پا چکا ہے، باطن طریقت کی بھٹی میں تہذیب و صفائی حاصل کر چکا ہے۔ جس کا سِرّ عالمِ حقیقت میں اسرارِ توحید کی خوشبو سے معطر ہے، وہ ہر وقت لطیف نصیحتوں کا بیج قلب طالب کی کھیتی میں بوتا رہتا ہے اور ہر روز دقیق آداب کے پانی سے اس کی سینچائی کرتا ہے، یہاں تک کہ پیر و مرشد کی حسنِ رعایت، طالبِ حق کے قبولِ نصیحت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و مدد کے نتیجے میں طالب حق کے صالح اعمال اور پسندیدہ افعال بار آور ہو جاتے ہیں اور بلند و ارفع مقامات تک اسے پہنچا دیتے ہیں، قلب طالب کے باغ میں وارداتِ غیبی کے گل و ریحان کھلنے لگتے ہیں اور اس کا باطن روح و صفا کے انوار اور محبت و وفا کے اسرار سے منور و مصفا ہو جاتا ہے۔

مریدِ بد بخت

مرید کی بد قسمتی و بد بختی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سبقت لے جانے والے اس کے دوست بن جاتے ہیں اور اسے راہِ دین کا رہزن بنا دیتے ہیں تا آنکہ وہ اس کو تقلیدِ رسمی کے نئے نئے بندھنوں میں گرفتار کرتے رہتے ہیں، باطل خیالات اور فاسد خرافات کے ذریعے حق کا راستہ اس کے لئے مسدود کر دیتے ہیں، اس کی راہ میں بدعت و ضلالت کے کانٹے بچھا دیتے ہیں اور ذلت و کمینگی کا بیج اس کے دل میں

بو دیتے ہیں، اس کے باطن کو طمع و حسد کی نجاست سے آلودہ کر دیتے ہیں۔

آجکل کی پیری و مریدی

بزرگوں کا کہنا ہے کہ

لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ۔ سنی باتیں ذاتی مشاہدے کے ہرگز برابر نہیں ہیں۔

زمانۂ حال کے پیر و مرید کا حال دیکھو تو نظر آئے گا کہ شیطان کس طرح مکر و فریب کی دکان سجائے بیٹھا ہے۔ اپنے نام کے ساتھ سلطان الفقراء کا لاحقہ لگائے ہوتے ہیں اور کس ڈھٹائی کے ساتھ ان بدبختوں نے اولیاء اللہ کا لباس زیبِ تن کر رکھا ہے۔ مردود لوگ کس طرح خود کو مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ عفریت اور شیطان اربابِ یقین کی صورت میں کس طرح راہِ دین میں ظاہر ہوتے ہیں، ان کا طریقہ الحاد و زندقہ ہے، ان کا خرقہ محض دھوکہ و فساد ہے، ان کا وجد اور حال، رقص و سرود اور اچھل کود ہے، جبکہ ان کے آدابِ صحبت بدعت و بے نمازی ہے، ان کی مجلسوں اور محفلوں کی رونق بحث و مناظرہ ہے، ان کی خلوت کے اسرار خباثت اور فخر و مباہات ہیں، ان کا فقر تحصیلِ حرام اور گداگری ہے، ان کے کارنامے بے شرعی و بے حیائی ہیں۔ ان تمام کے باوجود جاہل عوام کی ایک بڑی تعداد اس گروہ کی عیاشیوں اور مکر و فریب پر وارفتہ و فریفتہ ہو چکی ہے اور ان بدبخت و ذلیل لوگوں کی نت نئی فتنہ سامانیوں کی مددگار اور حامی و ناصر بن چکی ہے جنہوں نے راحت پسندی اور کفر و الحاد کا نام طریقت و فقر رکھ لیا ہے، دین اسلام کے حقیقی احکامات سے بیگانہ ہو کر انہی گمراہ لوگوں کے پیچھے میدانِ ضلالت میں بھٹک رہے ہیں۔

اکابرینِ ملت کا فرض

اللہ تعالیٰ بروز قیامت حکامِ مملکتِ اسلامیہ، قاضی حضرات اور ائمہ اسلام

سے ان لوگوں کے فسادات سے چشم پوشی اور اس کے خاتمے سے غفلت برتنے کے بارے میں ضرور سوال کرے گا۔ کیونکہ قواعدِ اسلام کا استحکام، اہل زیغ وعدوان اور ان کی گمراہیوں کا قلع قمع کرنا سلاطین وحکامِ اسلام کے ذمّہ واجب ہے اور حدودِ شرعیہ کی حمایت اور نفاذ ان پر فرض ہے۔

آجکل کے حکامِ وقت

مگر افسوس کہ آجکل حکومت وسلطنت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی ہے جو نہ صرف علومِ دین کے اسرار سے بے بہرہ ہیں بلکہ ان کی پوری توجّہ لہو و لعب کی طرف مرکوز رہتی ہے اور جنہوں نے فسق وفجور کو اپنا طریقہ بنا رکھا ہے، ظلم وشر کو اپنا آئین قرار دے رکھا ہے، فاسق وفاجر لوگوں سے اپنا میل جول رکھتے ہیں، اس فانی دنیا کو اپنے لئے بہشت بنانے میں لگے ہوئے ہیں، اپنے نفس کے غلام اور خواہشات کے اسیر بنے ہوئے ہیں، شیطان کی بندگی پر مستعد ہیں، خدا اور رسولؐ کے احکامات کو پس پشت ڈال رکھا ہے، تعلیم وتدریس اور قضاء وافتاء کے عہدوں پر فائز لوگوں نے اختلافی مناقشوں اور کلامی بحثوں کا نام قلم قرار دے رکھا ہے، منطقیوں کی خرافات اور فلسفیوں کی ہذیانات کو اپنی شہرت ومرتبے کا ذریعہ بنا رکھا ہے، علوم دین کے حقائق جو کتاب وسنّت کے دقیق اسرار ورموز کی معرفت ہیں، سے اعراض کرتے ہیں جس کی وجہ سے گمراہ بدعتیوں کے اغوی کی سرگرمیاں دنیا بھر میں پھیل گئی ہیں، بے دین اور زندیقوں کا گروہ عالمِ اسلام میں طاقت ور ہو چکا ہے، اسلامی احکامات اور حدود کے انوار بجھ گئے ہیں اور شریعتِ محمدیہ کے سیدھے راستے کی برکتیں غائب ہو گئی ہیں، ان حالات میں اولیاء اللہ اور اربابِ قلوب ان تردامن سجادہ نشینوں اور درویش صورت کافر سیرت نام نہاد مسلمانوں کے نزدیک معتوب ہو کر رہ گئے ہیں، چنانچہ اس کے ردِّعمل میں گوشہ نشین ہونے پر مجبور ہیں۔ گردوپیش نظر آنے والی معصیت کے ماتم میں زندگی گزارنے لگے ہیں۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔ اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔

(یوسف ۱۸)

ے آں دم کہ از و نور و صفا آید کو
آنکس کہ از و بوئے خدا آید کو
اسلام شدہ فسوس ایں مشتے دیو
مردے کہ از و نور و وفا آید کو

منظوم ترجمہ:

وہ دل کہاں کہ نور و صفا جس سے آسکے
وہ دم کہاں کہ بوئے خدا جس سے آسکے
اسلام آہ! بن گئی جاگیر شیطنت
اس کو بُلا کہ نورِ وفا جس سے آسکے

مُسلم عوامُ النّاس

عزیزم! مسلمانوں کے بشری اوصاف کو خباثت سے پاک کرنا ذرا مشکل کام ہے۔ ناپسندیدہ افعال اور اخلاقِ رذیلہ کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعویٰ اس وقت تک محض دھوکہ سمجھا جائے گا جب تک آئینۂ دل اوصافِ بشری کی آلودگی سے پاک نہ ہو جائیں۔ جن کے افعال و اعمال اخلاص پر مبنی نہیں وہ رذائلِ نفسانی کے امراض سے خلاصی کبھی نہیں پا سکیں گے۔ جو شخص نفس کا بندہ اور طبیعت کا جو کہ روح کی دشمن ہے، غلام ہو، کبھی بھی فلاح و نجات کا چہرہ نہیں دیکھ سکے گا۔ کیونکہ نجات ایمان کا پھل اور فوز و فلاحِ اسلام (عمل) کا نتیجہ ہے۔

حقیقتِ اسلام نفسِ امّارہ کی تمام تر خواہشات کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کی مثالی فرمانبرداری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ

اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا مُوْسٰی اِنْ اَرَدْتَ رِضَائِیْ فَخَالِفْ نَفْسَکَ اِنِّیْ لَمْ اَخْلُقْ خَلْقًا یُّنَازِعُنِیْ غَیْرَھَا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی کی کہ اے موسیٰ! اگر تم میری رضا چاہتے ہو تو اپنے نفس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ میں نے خود سے نزاع کرنے والی اس کے سوا کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اگر تم ہماری رضا کے خواہشمند ہو تو اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کرو کیونکہ ہم نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ہم سے منازعت کرتی ہو سوائے نفس کے۔

جہادِ بالنفس

پس ثابت ہوا کہ نفس کی فرمانبرداری سراسر کفر ہے اور اس کے ساتھ موافقت کرنا دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں عظیم تر گناہ ہے۔ اسی طرح اس کی مخالفت حقیقی طاعت ہے۔ صحیح حدیث میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب ہم غزوۂ خیبر سے واپس لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَرْحَبًا بِقَوْمٍ قَدْ غَزَوْا وَ بَقِیَ جِھَادُ الْاَکْبَرِ

ان غازیوں کے لئے خوش آمدید جنہوں نے جنگ کیا ابھی ان کے لئے جہادِ اکبر درپیش ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ جہادِ اکبر کیا ہے۔ فرمایا۔

جِھَادُ النَّفْسِ جَاھَدَ نَفْسَہُ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْہِ۔

یہ جہاد بالنفس ہے۔ یہ اس نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

یعنی جب ہم غزوۂ خیبر سے کامیاب و کامران لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ خوش آمدید ایسی قوم کو جس نے جہادِ اصغر میں کامیابی حاصل کی اور اب جسے جہادِ اکبر در پیش ہے۔ عرض کیا کہ حضورؐ جہادِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا۔ جہادِ اکبر نفس کے ساتھ جنگ ہے۔ وہ ایسا دشمن ہے جو دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، وہ ہر وقت شہوت کے جال اور غضب کی تلوار کے ساتھ دین کے مضبوط قلعہ یعنی ایمان و ایقان پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے، اس کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے اور نجات کے قلعہ کو مسمار کر دیتا ہے اور آفات و ہلاکتِ ابدی کا راستہ کھول دیتا ہے۔ اگر تم اس غدار دشمن کے دبدبے کو دُور کر سکے اور خطرۂ ایمان، ذلیل اژدہے کا سر کچل سکے تو تم سعادتِ ابدی کی شاہراہ پر چل سکو گے۔ جو کوئی اس جہاد کی دولت سے محروم رہے، اسے چاہیئے کہ اپنے دین کا ماتم کیا کرے، مسلمان ہونے کا دعویٰ چھوڑ دے، شرک کی خباثت کو ایمان نہ سمجھے، نفس اور خواہشات کے مکر و فریب کو اسلام نہ جانے اور اللہ تعالیٰ کا پاک نام گندی زبان پر نہ لائے کیونکہ پرکھنے والا البصیر (دیکھنے والا) ہے اور حاکم خبیر (خبر رکھنے والا) ہے۔

وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ (البقرہ ۲۲۰)	اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو خوب جانتا ہے۔

؎

مرد میباید تمام ایں راہ را
جاں فشانی باید ایں درگاہ را
کار آسان نیست با درگاہ او
خاک میباید شدن در راہ او
سالہا کردند مرداں انتظار
تا یکے شاں باریافت از صد ہزار

قیامت کا دن

عزیز من! یہ دنیا طالبانِ حق کے لئے بازارِ تجارت کی حیثیت رکھتی ہے، اس تجارت کا سرمایہ عمر ہے، پس دنیا کی اس منزل کی قدر و قیمت صرف مخلصین ہی جانتے

ہیں اور جو ہر عمر کی قیمت صرف عرفاء کو معلوم ہے جسے وہ نورِ یقین کی مدد سے پہچانتے ہیں۔ جو کوئی اس دنیا میں سعادت کا کسب نہ کرے وہ آخرت میں محروم رہ جائے گا۔ ہر وہ طالبِ حق جو دنیا میں کمال کی خلعت زیبِ تن نہیں کرتا وہاں اسے خلعت کمال نہیں ملے گا، جو کوئی اس دنیا میں چشمِ دل کو سرمۂ عرفان سے روشن نہیں کرتا وہاں اندھا رہ جائے گا۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔

جو آدمی اس دنیا میں اندھا ہوگا وہ قیامت کے دن بھی اندھا اور گمراہ رہے گا۔

(بنی اسرائیل ۷۲)

لوگ گمان کرتے ہیں کہ قیامت اچانک کسی دوراہے پر سامنے آئے گی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یہ غلطی فکر و نظر میں قصور کی وجہ سے ہوتی ہے۔ عالمِ ابد کے مسافر جب مملکتِ ازل کے میدان سے دنیا کی عارضی منزل میں قدم رکھتے ہیں تو قضا و قدر کے راز دار جب تک حدِ بلوغ کو نہیں پہنچتے انہیں معاف رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ صبح بلوغت کو وہ اس دوراہے پر پہنچ جاتا ہے جس کے آگے اجل کی منزل ہے۔ پھر قیامت کے مجمع میں اعمال کا دفتر کھولا جائے گا۔ چونکہ راہِ سعادت میں مشکلات اور سختیوں کی گھاٹیاں زیادہ پیش آتی ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ

جنت سختیوں اور تکلیفوں میں گھری ہوئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس درگاہ کی رغبت رکھنے والے نادر اور اس راہ پر چلنے والے کمیاب ہوتے ہیں۔ چونکہ عوام الناس راہِ شقاوت کی تازگی کو زیادہ دیکھنے والے اور شہوات کے ہتھکنڈوں کو زیادہ پسند کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

جہنم شہوات و خواہشات سے ڈھکی (بھری) ہوئی ہے۔

چنانچہ اکثر لوگ راہِ شقاوت اختیار کرتے ہیں اور انہیں خبر نہیں ہوتی کہ جب وعدہ گاہِ

قیامت میں پہنچیں گے تو اپنے قبیح اعمال اور رسوا کن احوال کا مشاہدہ کرنا پڑے گا۔ جب انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تو حسرت و ندامت کے آنسو بہانے لگیں گے اور بے جا نالہ و شیون کرنے لگتے ہیں اور کہنے لگیں گے کہ

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا (السجدہ ۱۲)

پروردگار ہم نے سب کچھ دیکھ اور سُن لیا' اب ہمیں دنیا میں واپس بھیجدو ہم نیک عمل کیا کریں گے۔

یعنی پروردگار! ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا اور اپنے انجام کا یقین کر لیا، اب ہمیں پھر دنیا میں واپس بھیجدے تاکہ ہم نیک عمل ہی کریں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا کہ

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ۔ (الفاطر ۳۷)

کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی جس میں تم کوئی سبق لے سکتے تھے اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آچکا تھا۔ پس اب مزا چکھو ظالموں کے لئے یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔

یعنی ہم نے تمہیں بازارِ دنیا میں عمرِ عزیز کا سرمایہ دے دیا اور تمہارے پاس انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظام کو بھیجا تاکہ وہ تمہیں راہِ سعادت دکھائیں اور تمہیں عذاب سرمدی سے ڈرائیں، انہوں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا، تم نے ان کی ساری باتیں سنیں اور انہیں فراموش کیا، نفس اور خواہشات کی پیروی و خدمت پر کمربستہ رہے اور نفسانی خواہشات اور دنیا کی خرافات کو اپنے دل کا قبلہ بنایا، ہمارے احکامات اور ہمارے نبیوں کی نصیحتوں کو پس پشت ڈال دیا، دنیا کی کھیتی میں شقاوتِ ابدی کا بیج بویا اور اس کی آبیاری کرتے رہے تاآنکہ وہ خبیث اعمال بار آور ہوئے، اب گوناگوں عذاب کا مزہ چکھو اب تمہیں چاہیئے کہ اب کسی فریاد رس یا شفاعت کرنے والے کی امید نہ رکھے کیونکہ اب

راغب وہ ہے جو دنیا چھوڑ کر آخرت طلب کرتا ہے، طالب وہ ہے جو دونوں کو طلاق دیتا ہے، سالک وہ ہے جو راہِ حق میں خواہشات کو سدِ راہ بننے نہیں دیتا اور عارف وہ ہے جو اپنے وجود کی لوح سے ہستیٔ اغیار کے نقش و اثر کو مٹا ڈالتا ہے۔

ہمت طالب کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ جو چیز اسے رسوا کن محسوس ہو اس کی طرف توجہ نہیں دیتا، اپنے چہرے سے نقابِ غیرت جمال محبوب کے سوا کسی کے لئے نہیں اٹھاتا، اس دولت کی فتوحات ایسے وقت کارآمد ثابت ہوتی ہیں جب طالب ماسوا اللہ پر تبرا (بریت) کا خط کھینچ لیتا ہے۔ ؎

تا بادیۂ درد بیاباں نبری
از ہیچ طرف راہ بدرماں نبری
تا بر سرِ نام و کام گامی نزنی
بوی ز نسیم وصل جاناں نبری

○

اللہ کے خاص بندے

جو کوئی سعادت کا چہرہ دیکھ لیتا ہے اس پر غیبی انعام و اکرام کے دروازے کھل جاتے ہیں، دنیا و آخرت کے فکر اور سود و زیاں کے غم سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جس کسی کو ابھی تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی، اسے چاہیئے کہ برکتِ ایمان سے خود کو محروم نہ کرے جو اس حقیقت سے عبارت ہے، اسے حقیقی معنوں میں جاننا چاہیئے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ مملکتِ دین کے قواعد ان کے سچے اقدامات کی بدولت مستحکم و آباد ہیں، سرِ آدم و آدمیت ان کے جمال حال سے نازاں و مسرور ہے، یہی لوگ میدانِ ولایت کے بادشاہ اور بارگاہِ عنایت کے مقرب ہیں جن کی ہمت کے عقاب قاف قربت کی چوٹیوں کے سوا کسی جگہ نہیں بیٹھتے اور جن کی دولت کے عنقا آستانِ کبریا کے سوا کسی جگہ قرار نہیں پاتے، وہی لوگ عالمِ وحدت کے ایسے شہباز

ہیں جن کی ہمت کا اکسیر بیابانِ جہالت کے مردود اور بیگانوں کے کھوٹ کو پاکیزگی و صفائی کا چھاگل بنا ڈالتا ہے۔ وہی بارگاہِ الٰہی کے ایسے پاک باز لوگ ہیں جن کی بابرکت سانس ضلالت وجفا کے رذیلوں کو قبولِ وفا کی بساط پر لے آتی ہے، پہاڑوں کی بلندی کا ان بزرگوں کا بارِ ہمت برداشت نہیں کر سکتی بلکہ ان بزرگوں کے دستِ ہمت کی سطوت عرشِ الٰہی کو ہلا دیتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِهْتَزَّ الْعَرْشُ بِمَوْتِ سَعْدِ ابْنِ مَعَاذٍ۔ — حضرت سعد بن معاذؓ کی موت سے عرشِ الٰہی لرز گیا۔

ے
جان فروشان بارگاہِ عدم
خرقہ پوشانِ خانقاہِ قدم
مَا عَبَدْنَاكَ اجتہاد ہمہ
مَا عَرَفْنَاكَ اعتقاد ہمہ
چنگ در حضرت خدای زدہ!!
ہرچہ جز اوست پشت پای زدہ

○

طالبانِ عقبیٰ و عاشقانِ مولیٰ

عزیز من! بنی نوع انسان میں سے طبقۂ خاص کے دو گروہ ہیں۔

(۱) طالبانِ کمالِ عقبیٰ (۲) عاشقانِ جمالِ مولیٰ۔

جس طرح طالبانِ حق کا دستِ قوت تلوارِ قہر بن کر کفار کے سروں پر پڑتا ہے اسی طرح عاشقانِ حق کا دستِ ہمت مکار نفس کی پیشانی پر پڑتا ہے۔ اگرچہ کفار مسلمانوں کی جان کا قصد کرتے ہیں جب کہ نفسِ امارہ ایمان کا قصد کرتا ہے، کفار کے ہاتھوں قتل ہونے والا شہادت کی سعادت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ جب کہ نفس امارہ کے ہاتھوں قتل ہونے والا شقاوت کی بدبختی میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ یہ ایک ایسا دشمن ہے جو اپنے رفیق ہی کو گھائل کر

ڈالتا ہے، یہ ایسا کافر ہے جو اپنے غمگساروں کو گھوڑے دوڑا کر پامال کرتا ہے، جو بھی اس کے قریب تر ہوتا جائے گا زہرِ ہلاکت اسی قدر اس میں سرایت کرتا جائے گا۔ وہ اس کی عیاشیوں پر جتنا فریفتہ ہوگا اپنے دین کو اتنا ہی زیادہ ذلیل و خوار کرے گا۔

قابلِ تشکّر و امتنان

لہذا طالبِ صادق کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ غدار نفس سے دھوکہ نہ کھائے ابلیس کے مکر و فریب میں آکر مغرور نہ ہو، عزم و استقلال کے ہاتھ میں چراغِ بصیرت لے اور اپنے وجود (نفس و انا) میں گذران کرے، اپنے حال کو بنظرِ انصاف دیکھے، اگر طاعتِ حق کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو، طاعت کے اوقات میں لذتِ مناجات کا ذائقہ روح کے لبوں تک پہنچایا ہوا ہو، نفسانی خواہشات سے بیزار ہو چکا ہو، اعضاء و جوارح کو ناشائستہ اور غیر ضروری باتوں سے محفوظ رکھا ہوا ہو، تکبّر، غرور، عجب، بخل، طمع اور حسد کی ہلاکت خیز امراض سے نجات پا چکا ہو، اپنی جان کو آفات کا نشانہ اور مصائب کی سپر بنا چکا ہو، ابن الوقت لوگوں کی صحبت سے نفرت کرتا ہو اور دوستِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کے ذکر کو اپنا ساتھی بنا لیا ہو تو اسے غنیمت جانے، اس نعمت کا شکرانہ بجا لایا کرے اور اس سعادت مندی میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے۔

قابلِ افسوس و ندامت

اگر خدانخواستہ نفسِ امارہ کی فرمانبرداری کے لئے کمربستہ ہو، خواہشات کی ہلاکتوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہو، شیطان کی عیاشیوں کا غلام بن چکا ہو، جسمانی لذتوں اور نفسانی شہوتوں سے مانوس ہو چکا ہو، دنیا کی خرافات کو مالوفات خود بنا لیا ہو اور فانی زندگی پر مغرور ہو تو چاہیئے کہ اس مصیبت کا ماتم کیا کرے، ہوش کے کان سے غفلت کی روئی نکال دے اور اس خوفناک مرض کے علاج میں مشغول ہو جائے اور ان تمام ضرر رساں حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ناامید نہ ہو کیونکہ دستِ عنایت نے بلا علت و

اسباب بہت سے گناہ آلود لوگوں کو عفو و درگذر کے سمندر میں دھو دیا ہے اور اس کے بے پناہ کرم کے محافظ نے بہت سے لوگوں کو دریا کی ہلاکت میں ڈوب جانے سے بچا لیا ہے۔

لہذا طالب نجات کو چاہیئے کہ اپنی نجات کی کوشش اور جد وجہد کرتا رہے زندگی کے نازک دنوں میں بھی امید و بیم کے سمندر میں ہاتھ پاؤں مارتا رہے۔

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا۔ (الطلاق ۱)

شاید اللہ تعالیٰ ان کے حق میں کوئی سبیل نکال دے۔

اللہ تعالیٰ طالبانِ حق کے سینے کو روح و صفا کے نور سے منور اور سالکانِ بارگاہ کے دل کو تجلیاتِ الطافِ ربانی کے اظہار سے مزین کرے اس کے فضل و کرم کے صدقے بِمَنِّهٖ وَكَرَمِهٖ اِنَّهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

داؤدیہ

المعروف بہ

(وصیت نامہ، فقر نامہ، ارشاد نامہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد! انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد اہل عالم میں سے برگزیدہ اولیائے عظام ہیں کیونکہ ان کے دلوں کے باغیچے انوار الٰہیہ کا مظہر اور ان کے سینوں کی فضائیں اسرار ذاتیہ کے مہبط (منزل) ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جس نے راہ طلب (سلوک و عرفان) میں نفس امارہ کو ریاضت کی بھٹی میں پگھلایا اور جمال روح کو صیقل ارادت کے ذریعے ہوا و ہوس کی آلودگیوں سے چمکایا' عمر عزیز کی کل پونجی مقام ندامت کے ذریعے دریائے کرم میں ڈال دی اور جمال محبوب کے دیدار اور الطاف مطلوب کے جھونکے کے انتظار میں گرم و لمبے دنوں کی عبادت اور شب تار کی بیداری کو اپنا شعار و طریقہ بنا لیا' چنانچہ جب مشرق عنایت کے مطلع سے آفتاب ولایت طلوع ہوا تو اس کا جائے نزول و منزل ان کے نفوس مقدسہ اور قلوب ظاہری کے سوا کوئی اور نہ تھا۔

کیونکہ

فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین
(التوبہ ۔ ۱۰۸)

یہ طہارت و پاکیزگی کو پسند کرنے والے لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

چونکہ اس عالم کون و فساد کی تخلیق کا مقصد اور عالم امکان کے مراتب و ایجاد کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی آراستہ و پیراستہ لوگوں کا ظہور ہے' لہذا اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آگاہی اور آپ کے قریب و بعید احباب کی تعلیم کے لئے آیت کریمہ

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدات والعشی یریدون وجھہ (الکھف ۔ ۲۸)

اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

مہرالواح ضمیر اور صحیفہ ہائے اسرار پر ثبت کیا فرمایا اور

و ان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر (الانفال ۔ ۷۲)

اگر تم سے دین کی راہ میں مدد مانگے تو تم پر مدد دینا فرض ہے۔

کے اشارے کے مطابق طالبان راہ حق کی تقویت اور سالکان درگاہ حق کی تربیت ارباب حال اور منہاج کمال کے ذمے واجب ٹھہرایا۔ پس اشارہ ربانی کے مطابق میدان کلب کے پیاسوں اور بیابان درد کے بھوکوں کو معرفت و سلوک کے حوضوں کی طرف رہنمائی کرنا اور بادیہ طلب کے

پیاسوں کو اسرار الٰہی کے چشموں سے فیضیاب کرنا' مہمات دینیہ میں سے ہے' اور یہ ارباب یقین کا مقام ہے۔

جب عالم وحدت کے شاہبازوں نے مردار دنیا پر کتوں کی مانند ٹوٹ پڑنے اور اس سے آلود ہو جانے والوں سے دامن ہمت کھینچ لیا اور مغرور و بد قسمت لوگوں کی آلودگیوں پر شرم کرتے ہوئے قلہ قاف قربت میں پناہ گزین ہوا تو ذلیل و پست اور کمینے لوگ دنیا میں پھیل گئے اور غافل و نفس پرست خود کو واصلان کامل کی صورت میں ظاہر کرنے لگے۔ جنہوں نے اپنے شرمناک افعال اور قبیح اقوال کے ذریعے عامہ خلق کو بنیادی دینی احکام اور بساط شریعت سے دور کر دیا' اس طرح وہ طبیعی مالوفات اور رسمی عادات کو مقصد حقیقی سمجھنے لگے اور نفسانی لذتوں اور جسمانی راحتوں کو اپنا قبلہ و کعبہ بنا لیا۔ شیطانی دعووں اور بے معنی موشگافیوں کو معرفت کا نام دے دیا' الحاد و زندقہ کو فقر سے موسوم کر دیا۔ رقص و سرود کو سماع و وجد سمجھا اور حصول حرام کو مال غنیمت اور فتوح غیبی قرار دیا۔ بایں ہمہ طالبان صادق اور راغبان موافق کے دامن ہمت تائید و توفیق خداوندی کی بنا پر ان گناہ آلود قوم کی صحبت و آلائش سے ملوث نہیں ہوا' بلکہ ان مقبول بارگاہ لوگوں کے باطنی اسرار اس ذلیل و کمینہ قوم کی الفت و تعلق سے ذرا بھی آلودہ نہیں ہوئے۔

برادر عزیز داؤد' اللہ تعالی ان کے حال کی اصلاح فرمائے' اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں' انہوں نے مجھ سے وصیت کی استدعا کی جو آداب و سیر اہل کمال کا حامل ہو اور ارباب احوال' اللہ تعالی اس زمانے میں ان کی

تعداد فراواں کرے اور اہل اسلام کے درمیان ان کے بابرکت نفوس کو ہمیشہ رکھے' کے متبرک ذکر اور بیعت شریف پر مشتمل ہو۔ پس اشارت آیت کریمہ

والعصر ان الانسان لفی خسرہ الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات وتوا صوا بالحق و توا صوا بالصبر (العصر)

عصر کی قسم! بیشک انسان نقصان مین ہیں' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے نیک عمل کئے' حق کی تلقین اور صبر کی وصیت کی۔

کے مطابق درج ذیل وصیت کی جاتی ہے۔

برادر گرامی! چاہیے کہ

۱۔ تقوی اختیار کرے جو دنیا میں عزت اور آخرت کے لئے زاد راہ ہے۔

۲۔ احکام خداوندی کی تعمیل کرے۔

۳۔ مداومت ذکر کے ذریعے دل کو آباد و معمور رکھے۔

۴۔ طاعات الٰہی بجا لائے۔

۵۔ مخالفت حق سے اجتناب کرے۔

۶۔ مصائب اور سختی کے وقت صبر کرے۔

۷۔ کسی کام میں شبہ ظاہر ہوتے ہی فورا رک جائے۔

۸۔ مختلف طاعات اور عبادات بجا لانے کے لئے وقت مقرر کرے۔

۹۔ اللہ تعالی کے سوا ہر تعلق کو توڑ دے اور

۱۰۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا خیال رکھے۔

۱۱۔ فرمان حق کی تعظیم کرے۔

۱۲۔ مخلوقات خداوندی پر رحم و شفقت کرے۔

۱۳۔ بول چال میں سچا رہے۔

۱۴۔ اور ہر کام اور معاملے میں انصاف کو ملحوظ رکھے۔

۱۵۔ لوگوں کو نصیحت کیا کرے۔

۱۶۔ نفس امارہ کو دشمن رکھے۔

۱۷۔ جسمانی ریاضت و مجاہدہ کرے۔

۱۸۔ دوستوں سے گھل مل کر رہے۔

۱۹۔ پڑوسیوں سے تعاون کرے۔

۲۰۔ رشتہ داروں سے مل جل کر رہے۔

۲۱۔ ضعیفوں کی مدد کرے۔

۲۲۔ فاجر لوگوں سے دشمنی رکھے۔

۲۳۔ فاسق لوگوں سے دور رہے۔

۲۴۔ ماتحتوں پر رحم کرے۔

۲۵۔ یتیموں پر شفقت کرے۔

۲۶۔ غریبوں کو دوست رکھے۔

۲۷۔ درویشوں کے ساتھ مروت کا مظاہرہ کرے۔

۲۸۔ دین میں متحد رہے۔

۲۹۔ دنیا میں قناعت گزینی اختیار کرے۔

۳۰۔ طاعت میں غیرت و سبقت کرے۔

۳۱۔ نظر میں عبرت ہو۔

۳۲۔ سکون میں غور و فکر ہو۔

۳۳۔ گفتگو میں امانت ہو۔

۳۴۔ حرکات و سکنات میں پاکیزگی۔

۳۵۔ عہد میں وفادار ہو۔

۳۶۔ اہل حق کے ساتھ دوستی اور صلح و صفائی سے رہے۔

۲۷۔ نعمت ملے تو شکر گزار رہے۔

۲۸۔ بلاء و آزمائش میں صابر رہے۔

۲۹۔ خیر و بھلائی میں بازی لے جایا کرے۔

جب طالب صادق ان اوصاف سے متصف ہو جائے' وقت کی رعایت کرنے اور فرصت کو ملحوظ رکھنے سے غافل نہ رہے اور اپنی روح قدسی کو ان اوصاف کی زینت سے مزین کرے۔ تو یقیناً اسرار روحانی کے خوشگوار جھونکے بارگاہ خداوندی سے آنے لگیں اور ان کے آثار حقائق سالک کی مقامات' مقربین کے اطوار اور احوال صادقین کے کشف میں ترقی کا باعث ہوں گے۔ جیسے اللہ تعالی کا ذکر' (قدرت خداوندی میں) تفکر' (دین اسلام سے وابستگی) خوف (خداوندی) غم و (محبوب') خشیت (الٰہی) زہد (از دنیا) ورع' رجاء (رحمت حق') اخلاص' توکل' تفویض (حق) تسلیم (رضائے الٰہی) صبر و رضا' شکر و حیاء' صدق و ایثار' مروت و فتوت' ادب و یقین' انس و محبت' علم و حکمت' فراست و بصیرت' الہام و سکون' محبت و شوق' وجد و سرور' غیبت و تمکین' توحید' فنا و بقاء وغیرہ جیسے ارباب کے بلند

مراتب اور اہل کشف و شہود کے اونچے درجات۔

اس ضعیف و نحیف (شاہ ہمدان) نے ان آثار کے بعض ثمرات اپنے آقا و مولیٰ، سیدی و سندی، قدوۃ الواصلین، حجتہ العارفین، سلطان المحققین، برہان المدققین، شرفہ اللہ فی الارضین ابو المعالی شرف الحق والدین شیخ محمود بن عبداللہ المزدقانی افاض اللہ علی روحہ الکریم سے پایا اور مشاہدہ کیا ہے، انہوں نے شیخ الاسلام و المسلمین، عارف و عالم ربانی، رکن الملتہ والدین احمد بن محمد المعروف بہ علاؤ الدولہ سمنانیؒ سے اخذ طریقت کیا ہے۔ انہوں نے شیخ و عارف نورالدین عبدالرحمن اسفرؒ سے، انہوں نے شیخ احمد ذاکر گورفانیؒ (جوز جانی) کی صحبت سے، انہوں نے شیخ علی لالاؒ سے، انہوں نے شیخ، محقق، کامل، مکمل ابوالجناب احمد بن عمر خیوقی المعروف بہ نجم الکبریٰؒ سے، انہوں نے شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ سے، انہوں نے شیخ ابو النجیب سہروردیؒ سے، انہوں شیخ احمد غزالیؒ سے، انہوں نے شیخ ابو بکر نساجؒ سے، انہوں نے شیخ ابو القاسم گرگانیؒ سے، انہوں نے شیخ ابو عثمان مغربیؒ سے، انہوں نے شیخ ابو علی کاتبؒ سے، انہوں نے شیخ ابو علی رودباریؒ سے، انہوں نے سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادیؒ سے، انہوں نے شیخ سری سقطیؒ سے، انہوں نے شیخ معروف کرخیؒ سے، انہوں نے امام الانس والجن علی بن موسی الرضاؒ سے، انہوں نے امام موسی کاظمؒ سے، انہوں نے امام جعفر الصادقؒ سے، انہوں نے امام محمد الباقرؒ سے، انہوں نے امام علی زین العابدینؒ سے، انہوں نے امام حسین الشہیدؓ سے، انہوں نے امام الاولیاء سلطان الاتقیاء باب مدینہ العلم، منبع کرم و حلم اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؓ سے، انہوں نے سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت و ارشاد پایا جاتا ہے۔

جو طالب حق چاہتا ہو کہ معاصی اور ممنوعات کے ارتکاب سے لو نہ لگائے اور بساط عبودیت پر پابند رہے تو چاہیے کہ اس کو توبہ کرائے، ذکر الٰہی کی تعلیم دے، اہل طریقت کے وظائف و اوراد کی طرف رہنمائی کرے اور آداب ارباب قلوب پر پابندی کی شرط کے ساتھ اس کی رہبری کرے۔

و السلام علی من اتبع الھدیٰ، پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔

رسالہ ذکریہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو ہر زبان پر مذکور ہے اور ہر نطق و بیان سے جس کا شکریہ ادا ہوتا رہتا ہے' جس کے فضل و احسان بے حد مصروف ہیں اور بھلائی و امتنان کی تمام خوبیوں سے موصوف ہے۔

خلق الانسان علمه البیان (الرحمن ۲ - ۳)

(جس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان کرنا سکھایا)

جس نے اپنے بعض بندوں کو حقائق و عرفان کے خوشبودار جھونکوں سے بہرہ ور فرمایا اور انہیں غفلت و محرومی کی تباہی سے بچایا اور ان کے ریاض قلوب کو ہدایت و یقین کے انوار سے روشن کر دیا' پس وہ

رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله (النور-۳۸) "یہ ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور لین دین ذکر خدا سے انہیں باز نہیں رکھتے"۔

پس ان کے مشاغل اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا ہے اور ان کا قائد اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے۔

رجال اطاعوا اللّٰہ فی السر و الجھر
و ما با شروا اللذات حینا من الدھر
اناس علیھم رحمت اللّٰہ انذلت
فظلوا سکونا فی اللھوف و فی الفقر!
یراعون نجم اللیل کی یظھر والوفاء
باثبات اوقات التھجد و الصبر!!
قد استو حشوا من صحبت الخلق جملہ
فصاربھم انس الجلیل الی الذکر
فاجسا مھم فی الارض ھونا مقیمہ
و ارواحھم تسری الی معدن الفجر

☆ یہ ایسے نیک لوگ ہیں جو ہر وقت اطاعت الٰہی میں مصروف رہے' اور زمانہ میں کبھی بھی کھو نہیں گئے۔

☆ جن پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور وہ فقر و فاقے اور دکھ و غم میں پر سکوں اور مطمئن ہو گئے۔

☆ یہ لوگ ستارہ شب کا شدت سے منتظر رہتے ہیں' تاکہ اوقات تہجد پائیں اور روزہ کے لئے سحری کھائیں اس طرح حق سے وفاداری کا ثبوت دے۔

☆ یہ لوگ صحبت خلق سے پریشان ہو جاتے ہیں' پس وہ ذکر الٰہی میں وہ

انس و محبت اور سکون و طمانیت پاتے ہیں۔

☆ ان لوگوں کے جسم زمین میں لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں اور ان کی ارواح جانب حق میں رواں دواں رہتی ہیں۔

اور درود و سلام ہو رسول اللہ پر جسے تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا' جس کے ہر معاملے کو آیات کی شہادت اور قرآن کے دلائل سے ٹھوس بنایا اور جس کی ایسے لشکر سے مدد کی جسے دشمن نہ دیکھ سکتے تھے' پس اس طرح مشرک دشمن خوار و زبوں ہو کر رہ گئے۔ اسی طرح اہل علم و عرفان آپ کی اولاد اور اصحاب پر بھی (درود و سلام) ہو

اما بعد! یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو فضائل ذکر و حقائق ذکر کی خاصیت اور روحانی درجات کی طرف ترقی کی کیفیت' ظاہر سے باطن کی طرف منتقلی اور ان دونوں کے اجتماع پر مشتمل ہے۔ اس طرح اس میں غفلت کی آفتوں اور اس کے نتیجے میں لاحق ہونے والی بدبختی و محرومی کی کیفیت کا بیان ہے۔

یہ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصل اول ۔ فضائل ذکر' اور ذکر بالجہر پر ذکر خفی کی فضیلت۔

فصل دوم ۔ آفات غفلت اور مبتدی سالک کی کوششوں کا بیان۔

فصل سوم ۔ اقسام ذکر' ذکر کے درجے اور ذکر کی حقیقتیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اس بات کی توفیق بخشے جو وہ چاہتا اور اسے پسند ہے' وہ بہترین توفیق دینے والا اور مدد دینے والا ہے۔

فصل اول

فضائل ذکر اور ذکر بالجہر کی فضیلت میں

فضیلت ذکر

اے عزیز! جان لو! کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور آں عزیز کو توفیق بخشے اس طرح ہمیں اپنے ذکر کرنے والے بندوں میں سے کر دے (آمین!)

ہر عقلمند یقین کرتا ہے کہ وہ موجود (ایجاد کردہ) اور مخلوق (پیدا کردہ) ہے۔ اس کا کوئی ایجاد کرنے والا اور پیدا کرنے والا ہے' وہ وجود سے مستفید ہونے میں اس کا محتاج اور حاجتمند ہے' اس کا وجود اس سے ہے جس کی مدد سے اس کے وجود کا بقا ہے' جس طرح شقاوت و بدبختی اور ان کے اسباب سے خلاصی کے لئے وہ اس کا محتاج ہے' اسی طرح اس کا قرب حاصل کرنے اور معرفت کے ذریعے کامیابی اور اسباب کامرانی پانے اور ابواب الٰہیہ کے کھٹکھٹانے میں بھی اسی کا محتاج ہے' جس کی کشادگی بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا بے نیاز ہے جس قدر یہ وجود اپنی ذات اور صفات میں اس کا محتاج و دست نگر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو چھ واضح کاموں کے بارے میں خبر دی ہے۔

اول: یہ کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا'

دوم: یہ کہ وہ اپنے بندوں سے حقیقی بندگی چاہتا ہے'

سوم: یہ کہ انہیں اپنی واحدانیت پر ایمان رکھنے کا حکم دیا'

چہارم: یہ کہ احکام خداوندی کے قبول کرنے پر سعادت و خوش بختی کی بشارت دی'

پنجم: یہ کہ انہیں نفس کی خواہشات اور شیطانی وسوسوں سے آلودہ ہونے سے منع کیا'

ششم: یہ کہ انہیں غفلت اور بھول بھلیوں سے خبردار کیا۔

پس ہر عاقل پر فرض ہے کہ وہ اس کی طاعت کی پابندی کا عزم بالجزم کرے اور دل سے اس کی طرف متوجہ ہو جائے' جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

و ما خلقت الجن والانس الالیعبدون (الذاریات - ۶۵)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے"

جب تم نے یہ سمجھ لیا تو جان لو کہ تمام بدنی عبادات میں سب سے افضل عبادت نماز ہے اور نماز "عماد الدین" دین کا ستون ہے۔

اور نماز کی سب سے افضل صورت ذکر الٰہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ اقم الصلوۃ لذکری (طہٰ - ۱۴) میرے ذکر (یاد) کے لئے نماز

قائم کرو۔

نیز فرمایا ہے کہ

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر ولذکر اللہ اکبر (عنکبوت ۔ ۴۵)

"بے شک نماز فحاشی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑا ہے"

نیز فرمایا ہے کہ

یا ایھاالذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا (الاحزاب ۔ ۴۱)

"اے ایمان والو! اللہ تعالی کا بکثرت ذکر کیا کرو"

نیز فرمایا ہے کہ

فاذکرونی اذکرکم (البقرہ ۔ ۱۵۲)

"تم میرا ذکر کرو' میں تمہارا ذکر کروں گا"

نیز فرمایا ہے کہ

ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا (الکھف ۔ ۲۸)

"ایسے شخص کی پیروی مت کیا کرو جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل رکھا ہے"

اسی طرح فرمایا ہے کہ

و اذکر ربک اذا نسیت (الکھف ۔ ۲۴)

"جس وقت غیر اللہ کو بھول جاؤ تو اپنے رب کا ذکر کرو"

یعنی غیر اللہ بھول جائے تو اللہ تعالیٰ یاد کرے۔

نیز فرمایا ہے۔

یا ایھاالذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولاد کم عن ذکر اللہ' و من یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون (المافقون ـ ۹)

"اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں ذکر خدا سے غافل نہ بنا دیں' اگر ایسے ہو جائیں تو ایسے لوگ خسارہ اٹھانے والے ہوں گے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لیس علی اھل لا الہ الا اللہ وحشۃ فی قبورھم ولا فی النشور کانی انظر الیھم عند الصیحۃ ینفضون من التراب ویقولون الحمد للہ الذی اذھب عنا الحذن الاتبہ

لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے لئے دن کی قبروں اور میدان حشر میں کوئی وحشت نہیں ہو گی' گویا میں انہیں صور پھونکتے وقت دیکھتا ہوں کہ وہ مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ اور چل رہے ہیں اور زبانوں سے کہہ رہے ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آنے والے فکر و غم کو ہم سے لے لیا (یعنی ختم کر دیا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اے ابو ہریرہ! انسان جو نیک کام کرتا ہے قیامت کے دن اسے میزان میں تولا جاتا ہے' سوائے لا الہ الا اللہ کے' یہ نہیں تولا جائے گا' کیونکہ اگر کوئی سچے دل سے یہ پڑھے اور قیامت کے دن اسے ایک پلڑے میں رکھا جائے' سات زمین' سات آسمان اور جو کچھ ان میں ہیں' وہ دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو "لا الہ الا اللہ ارجع من ذلک" "لا الہ الا اللہ" اس سے بھاری ہو گا۔

نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لو جاء قائل لا الہ الا اللہ صادقا بقراب الارض ذنوبا غفر اللہ لہ

"اگر کوئی گنہگار سچے دل سے "لا الہ الا اللہ" کہتے ہوئے زمین سے آئے' تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا"

نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ان العبد اذا قال لا الہ الا اللہ اتت علی صحیفتہ فلا تمر علی خطیئہ الا محاھا

"بندہ جب "لا الہ الا اللہ" کہتا ہے تو جب وہ اپنے اعمال نامے کے پاس سے گزرتا ہے تو اس میں لکھے ہوئے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں"

نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ذاکر اللہ فی الغافلین کالشجرۃ الخضراء فی وسط

الهشیم

"اہل غفلت میں ذکر اللہ کرنے والا اس درخت کی مانند ہے جو سوکھے اور خشک درختوں کے درمیان ہرا بھرا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم' اللہ تعالی سے نقل فرماتے ہیں۔

انا مع عبدی اذا ذکرنی یحرک بی شفتاة

"میں اس وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرے ذکر سے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتا ہے"

رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مالابن آدم من عمل انجی له من عذاب اللّٰه من ذکر اللّٰه قالوا ولا الجهاد قال ولا الجهاد

"نبی آدم کے لئے ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے' صحابہ نے عرض کیا' کیا جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: جہاد (ذکر اللہ سے بڑھ کر) نہیں ہے"

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من احب ان یرتع فی ریاض الجنه فلیکثر ذکر اللّٰه

"جو آدمی جنت کے باغوں میں ٹہلنا چاہتا ہو' اسے چاہیے کہ بکثرت ذکر خدا کیا کرے"

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا:

ان تموت و لسانک رطب بذکر اللّٰه عز وجل

"تو اس حال میں مرے کہ تیری زبان ذکر خدا عز و جل سے تر و تازہ ہو"

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم' اللہ تعالی سے نقل فرماتے ہیں کہ

من شغل ذکری عن مسالتی اعطیتہ افضل ما اعطی للسائلین

"میرے ذکر کا شغل کسی کو سوال سے باز رکھے' تو میں سوال کرنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں"

اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے داؤد!

طوبی لمن عمر قلبہ بذکری و اضربہ عن ذکر الناس

"اس شخص کے لئے مبارک ہو جس نے میرے ذکر سے اپنے دل کو آباد کیا جو لوگوں کے ذکر سے ویران ہوا تھا"

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم سے طویل حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم نے فرمایا: کہ ہر صبح و شام زمین کے حصے ایک دوسرے کو ندا دیتے ہوئے کہتے ہیں' کہ کیا تمہارے اوپر سے کوئی ایسا شخص گزرا جس نے تمہارے اوپر نماز پڑھی' یا ذکر اللہ کیا؟ کوئی جواب دیتا ہے کہ ہاں! اور کوئی جوابا کہتا ہے کہ نہیں' جو جوابا ہاں کہتا ہے' اس کے بارے میں دوسرا حصہ جان لیتا ہے کہ اسے اس حصے پر فضیلت ہے جو جواب میں نہیں کہتا ہے' جس بندہ

نے جس جگہ نماز پڑھی وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے پاس گواہی دے گی اور جس دن وہ بندہ وفات پا جائے' وہ جگہ روئے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے داؤد!

انی حبیب لمن احبنی و جلیس لمن جالسنی و مونس لمن انس ذکری

"میں اس کا دوست ہوں جو مجھے دوست رکھے اور اس کا ہمنشین ہوں جو میرا ہمنشین بنے اور اس کا مانوس ہوں جو میرے ذکر سے مانوس ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس کی خواہشات پر میری محبت یا ذکر غالب آئے' تو میں اس پر متوجہ ہوتا ہوں' پس اس کے چہرے پر میری توجہ کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے' وہ ہر چیز کو جان لیتا ہے اور میں اپنی دی جانے والی چیزوں (عطایا) میں اضافہ کرتا ہوں۔

پھر فرمایا: پہلی چیز جو میں انہیں عطا کرتا ہوں' وہ نور ہے جسے میں ان کے دلوں میں ڈال دیتا ہوں' پس وہ میرے بارے میں اس طرح خبر دیتے ہیں جس طرح وہ ایک دوسرے کی خبر دیا کرتے ہیں۔

حضرت (ابو بکر) دقاق قدس سرہ فرماتے ہیں۔

الذکر منشور الولایہ فمن وفق الذکر فقد اعطی المنشور و من سلب عنہ الذکر فقد عنل

"ذکر خدا ولایت کا منشور ہے' جسے ذکر خدا کی توفیق ہو اسے یہ

منشور دی جائے گی اور جس سے توفیق سلب ہو' وہ محروم رہ جائے گا"۔

حضرت ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

لکل شئی عقوبة و عقوبة العارف انقطاعه عن الذکر

"ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی سزا مقرر ہے' عارف کی سزا ذکر الٰہی کا سلسلہ منقطع ہونا ہے"

حنین قلوب العارفین الی الذکر !!

و اشواقھم وقت المناجات فی السر

ادبرت کؤوس من مناجاته علیھم

فاعفوا عن الدنیا کاعفاء ذی السکر

فما عرسوا الا بفوت حبیبھم

و ما عوجوا عن من بوس ولا ضر

☆ عارفوں کے دل ذکر خدا کے مشتاق اور اللہ سے چھپ چھپ کر مناجات کرنے کے شوقین ہوتے ہیں۔

☆ مناجات الٰہی سے ان پر جام مستی چلنے لگتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ دنیا سے بے ہوش آدمی کی مانند بے خبر رہتے ہیں۔

☆ پس انہیں صرف اپنے محبوب کے کھو جانے کا فکر ہوتا ہے' جبکہ کسی تنگی' نقصان اور تکلیف کا کوئی غم نہیں ہوتا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالی نے کسی پیغمبر پر وحی بھیجی کہ میں اس

بندے کو چن لیتا ہوں جو میرے ذکر سے فارغ نہیں بیٹھتا اور میرے سوا کسی کا خیال تک نہیں کرتا' مجھ پر کسی مخلوق کو ترجیح نہیں دیتا' اگر اسے آگ میں ڈالا جائے تو آگ کی لو سے اسے تکلیف نہیں پہنچتی اور اگر اسے آری کے ذریعے چیرا جائے تو لوہے کی کاٹ اسے تکلیف نہیں پہنچاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ان اکثر الناس ایمانا یوم القیامه اکثرهم ذکرا فی الدنیا

"قیامت کے دن سب سے زیادہ ایمان دار وہ تصور ہو گا جو دنیا میں سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہو گا"

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس سے گزر ہوا' جو خاموش بیٹھے تھے۔

پس آپ نے فرمایا:

امرک شفتیک بالذکر فان لک فی القبر صمتا

"انہی ہونٹوں کو ذکر خدا کے ذریعے متحرک رکھو' کیونکہ قبر میں تم نے خاموش رہنا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

اذا کان الغالب علی عبد الاشغال بی جعلت همته ولذته فی ذکری فاذا جعلت همته ولذته فی ذکری عشقنی و عشقته و رفعت الحجاب فیما بینی و بینه

لا یسھوا اذا سھی الناس اولٰئک کلامھم کلام الانبیاء

اولیک الابدال حقا اولیک الذین اذا اردت باھل

الارض عقوبۃ و عذابا ذکرتھم فصر فتہ بھم عنھم

جب کسی بندے کی میرے ساتھ وابستگی بہت بڑھ جاتی ہے تو میرا ذکر اس کی ہمت و لذت بن جاتا ہے' جب میرا ذکر اس کی ہمت و لذت بن جاتا ہے تو وہ مجھ سے عشق کرنے لگتا ہے' پس میں بھی اس سے عشق کرتا ہوں' اس کے اور میرے درمیان حجاب اٹھ جاتے ہیں' وہ مجھے نہیں بھولتا جبکہ لوگ بھول جاتے ہیں' وہ ابدال برحق ہیں' جب میں زمین والوں کو سزا و عذاب دینا چاہتا ہوں تو یہ لوگ میرا ذکر کرتے ہیں' تو میں ان سے عذاب پھیر لیتا ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام یوں فرمایا کرتے تھے۔

الھی اذا رایتنی اجاوز من مجلس الذاکرین الی مجلس الغافلین فاکسر رجلی دونھم فانھا نعمہ تنعم بھا علی

"اے اللہ! جب تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے غافلین کی صحبت میں جاتے ہوئے دیکھے' تو میرا پاؤں توڑ دے' کیونکہ یہ ایک نعمت ہے جو تو مجھے دیتا ہے"

فکل اذی فی الحب اذا بداء

جعلت لہ شکرا مکان شکیتی

نعم و شایع الصبابہ ان عدت

لا یسقوا اذا سمی الناس اولئک کلامھم کلام الانبیاء

اولیک الابدال حقا اولیک الذین اذا اردت باھل

الارض عقوبة و عذابا ذکرتھم فصر فتہ بھم عنھم

جب کسی بندے کی میرے ساتھ وابستگی بہت بڑھ جاتی ہے تو میرا ذکر اس کی ہمت و لذت بن جاتا ہے' جب میرا ذکر اس کی ہمت و لذت بن جاتا ہے تو وہ مجھ سے عشق کرنے لگتا ہے' پس میں بھی اس سے عشق کرتا ہوں' اس کے اور میرے درمیان حجاب اٹھ جاتے ہیں' وہ مجھے نہیں بھولتا جبکہ لوگ بھول جاتے ہیں' وہ ابدال برحق ہیں' جب میں زمین والوں کو سزا و عذاب دینا چاہتا ہوں تو یہ لوگ میرا ذکر کرتے ہیں' تو میں ان سے عذاب پھیر لیتا ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام یوں فرمایا کرتے تھے۔

الھی اذا رایتنی اجاوز من مجلس الذاکرین الی مجلس الغافلین فاکسر رجلی دونھم فانھا نعمة تنعم بھا علی

"اے اللہ! جب تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے غافلین کی صحبت میں جاتے ہوئے دیکھے' تو میرا پاؤں توڑ دے' کیونکہ یہ ایک نعمت ہے جو تو مجھے دیتا ہے"

فکل اذی فی الحب اذا بداء

جعلت لہ شکرا مکان شکیتی

نعم و شایع الصبابة ان عدت

علی من النعماء فی الحب عدت

و منک شفائی بل بلائی منه

و فیک لباس البوس اسبغ نعمت

اذا ما اهلت فی هوا اذی

فقی ذی العزة العلیا قدری اجلت

لعمری و ان اتلفت عمری بحبه

ربحت و ان ابلت احشائی ابلت

☆ جب محبت میں کوئی محنت و درد ظاہر ہوتی ہے' تو میں شکوہ شکایت کی بجائے شکر کرتا ہوں' ہاں! میرا مقصد برآری کو اگر تم شمار کرو تو مجھ پر اس کی محبت میں بہت سی نعمتیں ہیں' انہیں بھی شمار کر لیا کرو۔

☆ میرے درد و غم کی شفاء تجھ میں ہے۔ بلکہ میرے سارے درد و غم بھی اسی سے تو ہیں اور درویشی و بدحالی جیسی نعمت کامل بھی تجھ سے ہی ہے۔

☆ جب اس کی دوستی میں رنج و بلا ملتی ہے تو اس کی درگاہ عزت میں میری عزت بڑھ جاتی ہے۔

☆ میری عمر کی قسم! جسے میں نے اس کی محبت میں گزارا ہے' مین نے تو نفع کا سودا کیا ہے' گھاٹے کا نہیں۔

عزیز من! جان لو! کہ حقیقت ذکر عبارت ہے ازلی تجدید عہد کی مراعات سے' حضور ربانی سے مناجات کے جواب پانے سے' ریاض القدس کی جولا نگاہ میں نسیم معارف کی خوشبو سونگھنے سے' ایام الہیہ میں الطاف قرب کے وقت راحت و سرور پانے سے' تجلیات جمالیہ کی روحانی لذت سے

جدائیگی پر آتش فراق بھڑک اٹھنے سے' فراق محبوب میں آنسو بہانے سے'
اور رات کو چھپ چھپ کر اللہ تعالی سے ہمکلام ہونے سے۔

اظلت علینا منک یوما غمامة
اضاء ت لنا برق وابطی زشاشھا
فلا غیمھا تجلی فیاس طامع !!
ولا غیثھا یھمی فیروی عطاشھا

☆ ایک دن تیرے بادل ہم پر چھا گئے' بجلی چمکی اور بارش دیر تک ہوتی رہی

☆ پس اگر بادل کھل کر نہ برسے تو بارش کا امیدوار مایوس ہو جاتا ہے اور اگر بارش نہ تھم جائے تو پیاسے سیراب ہو جاتے ہیں۔

ذکر بالجہر پر ذکر بالسر کی فضیلت

جب تم نے جان لیا کہ اللہ تعالی سے قریب پہنچانے والی افضل ترین عبادت ذکر خدا ہے' تو جان لو! کہ ذکر خفی ذکر بالجہر سے افضل ہے' خلوص و اخلاص کے زیادہ قریب ہے' ریاء و نمائش سے زیادہ دور ہے' مقصد برآری میں زیادہ موثر ہے' دل میں اثر کرنے میں زیادہ قوی ہے' مذکور کی طرف متوجہ رکھنے میں زیادہ فعال ہے' دل منور کرنے میں زیادہ تیز ہے' سنت نبوی کے زیادہ مطابق ہے' شبہات کی آمیزش سے زیادہ پاک ہے اور ادب کے زیادہ موافق ہے۔

کیا اللہ تعالی کا یہ ارشاد نہیں سنا' جسے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم اور صحابہ کرام کی تنبیہہ کی غرض سے فرمایا؟

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون (الحجرات - ۲)

اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے زیادہ اونچی نہ کیا کرو اور اس طرح ان سے باآواز بلند بات نہ کیا کرو جس طرح تم آپس میں کرتے ہو' اگر ایسا کیا تو تمہارے اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہ چلے گا۔

اس قسم کے آداب و احترام کی پابندی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سامنے لازمی ہے تو اللہ تعالی کے سامنے اس کی محافظت پابندی اور زیادہ واجب و لازم ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

ادعوا ربکم تضرعا و خفیہ' انہ لا یحب المعتدین (الاعراف - ۵۵)

"اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے چپکے پکارا کرو' اللہ تعالی حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

نیز فرمایا ہے کہ

و اذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ و دون الجھر من القول بالغدو والآصال (الاعراف - ۲۰۵)

"صبح و شام کے وقت اپنے رب کا دل میں گڑگڑاتے ہوئے' چپکے چپکے اور آواز بلند کئے بغیر ذکر کیا کرو"

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جنگ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ جب لوگ ایک وادی میں پہنچے تو انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی، پس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اربعوا علی انفسکم فانکم تدعون اصما ولا غایبا انکم تدعون سمیعا قریبا و ھو معکم

اپنے آپ پر صبر کیا کرو (آہستہ تکبیر کہو) تم کسی غیر موجود یا بہرے کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم اسے پکار رہے ہو جو تمہاری بات سننے والا ہے، وہ قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ صحابہ کے اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا، یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، پھر آپ نے مذکورہ بالا "اربعوا" الخ ارشاد فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

خیر الذکر الخفی

"بہترین ذکر خفی ہے"

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

الذکر الذی لا تسمعہ الحفظۃ تذید علی الذی تسمعہ سبعین ضعفا

جس ذکر کو فرشتے تک نہ سن سکیں، اسے سنے جانے والے ذکر پر ستر گنا زیادہ اجر ہے۔

کتمت اسم الحبیب من العباد

وردت الصبابہ فی فؤادی

فیا شوقی الی بلد الحبیبی !!

لعلی باسم من الھوی انادی

☆ میں اپنے محبوب کا نام لوگوں سے چھپ چھپ کر لیتا ہوں اور اس کی آرزو اپنے دل میں رکھتا ہوں۔

☆ پس مجھے اس شہر کا اشتیاق ہے جہاں میرا محبوب رہتا ہے' میں وہاں جا کر اس کا نام لے کر پکاروں گا جسے میں دل سے چاہتا ہوں۔

فصل دوم

آفات غفلت کا خاتمہ اور

ابتدائے ذکر میں سالک کا مجاہدہ

مجاہدہ اور ارباب مجاہدہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

جاھدوا فی اللہ حق جھادہ (الحج - ٧٨)

"اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے خوب جدوجہد (مجاہدہ) کرو"

نیز ارشاد فرمایا کہ

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (العنکبوت - ٦٩)

"جو ہم تک پہنچنے کے لئے جہاد (مجاہدہ) کرے تو ہم ضرور انہیں راہ دیں گے"

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' آپ فرما رہے تھے

کہ مبارک ہو اس قوم کو جس نے جہاد اصغر کیا اور جسے اب جہاد اکبر درپیش ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا جہاد اکبر کیا ہے؟ فرمایا:

جهاد النفس "نفس کے خلاف جہاد (مجاہد)"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ

ان اردت رضائی فخالف نفسک فما خلقت خلقا ینازعنی فی ملکی غیر ھا

"اگر تم میری رضا کے خواستگار ہو تو اپنے نفس کی مخالف کیا کرو' کیونکہ میں نے اس کے سوا ایسی مخلوق پیدا ہی نہیں کی جو میرے ملک میں رہتے ہوئے میری مخالفت کرتی ہو"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے وہ لوگ سب سے زیادہ قریب ہوں گے جو دنیا میں طویل عرصہ تک بھوک پیاس اور غم سے دوچار رہے' یہ وہ اتقیاء اور اصفیاء ہیں جب وہ کسی مجلس میں پہنچ جائیں' تو لوگ انہیں نہیں پہچانیں گے اور اگر وہ غائب ہو جائیں تو کوئی انہیں تلاش نہیں کریں گے' حالانکہ انہیں زمین کا کونہ کونہ جانتا ہے' آسمان اور فرشتے ان کی خدمت کرتے ہیں' یہ لوگ دنیا سے بے نیاز اور طاعت الٰہی سے بہرہ ور ہوتے ہیں' لوگ بچھونے بچھا کر بیٹھتے ہیں' جبکہ ان لوگوں کا اوڑھنا بچھونا حیاء ہے۔ جس پر وہ سواری کرتے ہیں' لوگ افعال و اخلاق انبیاء کو ضائع کرتے ہیں اور وہ ان کی پابندی کرتے ہیں' جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو زمین ان پر روتی ہے' جہاں ایسے لوگ نہ

ہوں اللہ تعالیٰ ان علاقوں پر غضب فرماتا ہے' یہ لوگ دنیا کے پیچھے نہیں پڑتے جس طرح کتے مردار کے' وہ پیتے کھاتے اور گدڑی پہنتے ہیں' ان کے بال آلودہ ہوتے ہیں' انہیں دیکھ کر لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں' حالانکہ ایسا نہیں ہوتا' کچھ انہیں دیوانہ کہتے ہیں۔ کوئی فاترالعقل قرار دیتے ہیں' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لوگ ان کو ظاہری اور دنیا داری سے عاری حال دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ عقل سے نہیں چلتے' لہٰذا وہ انہیں بے عقل بھی سمجھتے ہیں' حالانکہ ان کے لئے آخرت میں بڑی عزت ہو گی۔

اے اسامہ! تم جس جگہ ایسا آدمی دیکھو تو سمجھ لو! کہ تم ان کی برکت سے امن میں ہو' اللہ تعالیٰ کسی ایسی قوم کو عذاب نہیں دے گا جس میں وہ رہتے ہوں' زمین ان سے راحت پاتی ہے' اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوتا ہے' پس ایسے شخص کو اپنا دوست بنا لو' شاید! کہ تم ان کی برکت سے نجات پا جاؤ' اگر ہو سکے تمہاری موت اس حالت میں آنی چاہیے کہ تمہارا پیٹ بھوکا اور جگر پیاسا ہو' تو یقیناً تم منزل مقصود سے مشرف ہو گے اور تم انبیاء کے ساتھ ہو گے تمہاری روح کی آمد پر فرشتے خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائے گا۔

حضرت ابو عثمان مغربی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

من ظن ان یفتح لہ شئی من ھذا الطریق لا یلزم المجاھدۃ فھو فی غلط

"جو سمجھے کہ اس راستے (راہ سلوک) میں فتوحات کے لئے مجاہدہ لازم نہیں' ایسا سمجھنے والا غلطی پر ہے"

حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کسی شخص کو صالحین کا درجہ ہرگز نہیں مل سکتا جب تک وہ عقاب (گھاٹیوں) سے نہ گزرے (۱) اس پر ابواب نعمت بند اور ابواب شدت کھل جاتے ہیں (۲) ابواب عزت بند اور ابواب ذلت روا ہو جاتے ہیں (۳) آرام کے دروازے بند اور مجاہدہ و محنت کے دروازے کھل جاتے ہیں (۴) ابواب خواب بند اور ابواب بیداری کھل جاتے ہیں (۵) ابواب دولتمندی بند اور فقر و درویشی کھل جاتے ہیں (۶) آرزوؤں کے دروازے بند اور انتظار و تیاری موت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

حضرت ابو الحسن نوری فرماتے ہیں کہ

مجھے ایسی قوم پر تعجب ہے جو نفسانی لذتوں پر اپنے اسرار کو اور شہوت پر اپنی آنکھوں کو فنا کر دیتی ہے اور ساتھ ہی حلاوت ذکر اور لذت مناجات کی تمنا بھی کرتی ہے۔ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے؟

اذا رمت من لیلی علی البعد نظرة
لتطفی بین الحشی والاضالع
تقول نساء الحی تطمع ان تری
محاسن قبل موتک طالع
و کیف تری لیلی بعین ترابها
سواها و ما طهرتها بالمدامع
وتلتذ منها بالحدیث و قد جری
حدیث سواها فی سوارخ المسامع

☆ جب سعد پر لیلی کی نظر پڑتی ہے تو اس کے جگر اور پسلیوں کے درمیان (دل) سے آتش عشق بجھ جاتی ہے (اور اسے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے)

☆ بنی حی کی عورتیں کہتیں ہیں کہ کیا تم اپنی موت سے پہلے لیلی کی خوبیاں (حسن و جمال) دیکھنا چاہتے ہو؟

☆ تم لیلی کو اس آنکھ سے کیسے دیکھ سکتے ہو جبکہ غیر لیلی کو بھی اسی آنکھ سے دیکھا ہے اور ابھی تم نے ان (آنکھوں) کو آنسوؤں کے ذریعے پاک بھی نہیں کیا؟

☆ لیلی سے بات چیت کر کے کس طرح لذت اٹھا سکتے ہو جبکہ غیر لیلی ے کانوں کے سوراخوں میں تمہاری باتیں جا چکی ہیں؟

سالک کا آغاز ذکر خوانی

(اے عزیز) جان لو! کہ سالک کو معاملہ ذکر کی ابتدا میں دنیوی تعلقات کے توڑ ڈالنے اور نفی خاطر (خالی الذہن ہونے) کی ضرورت ہے' جو سکوت قلب سے عبارت ہے اور اس کے دو درجے ہیں۔

درجہ اول' زبان کا غیر اللہ سے متعلق بولنے کی بجائے خاموش رہنا۔

درجہ دوم' دل کا ماضی' حال اور مستقبل کے کاموں' باتوں اور ارادوں سے خالی کرنا۔

پس پہلے درجے سے گناہوں میں کمی ہو جاتی ہے' جبکہ دوسرے درجے سے باطن (اسرار) پاک ہو جاتا ہے' غیبی معارف سے بہرہ ور ہوتا ہے اور تجلیات الہیہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

اس قوم کے نزدیک اسی کی تعبیر نفی خواطر ہے' یہ دشوار گذار گھاٹی ہے جسے صرف وہ محققین ہی طے کرتے ہیں جو دنیا سے زہد اختیار کرتے ہیں' دولت اور عہدے کو خیرباد کہتے ہیں' خواہشات ترک کرتے ہیں' نفسانی برائیوں کا خاتمہ کرتے ہیں' معمولی شہوات بھی دور کر دیتے ہیں' طاعت الٰہی کی ہمیشہ رعایت کرتے ہیں۔

ان باتوں پر صرف وہ لوگ قادر ہوتے ہیں جو حکمائے سلوک ہیں' روحانیت کے سچے پیاسے ہیں' ریاضت کی سختیوں پر صبر کرنے والے ہیں اور سختیوں کے جام پینے والے ہیں۔

مجاہدہ و ریاضت کیوں؟

ان مجاہدات اور ریاضات کی وجہ یہ ہے کہ نفس خواب غفلت سے بیداری اور متنبہ ہونے تک خیالی اور ظنی باتوں میں مشغول اور مسرور و مانوس رہتا ہے۔ پس جب تک حواس عمل میں نفس کا ساتھ دیتا ہے وہ اپنی عادی محسوسات سے پورا پورا حصہ پاتا (محظوظ ہوتا) رہتا ہے اور جب تک حواس پر اس کا حکم چلتا ہے' وہ خوش رہتا ہے' جب حواس عمل نفس سے دور ہوتے جاتے ہیں اور سالک خلوت و عزلت اختیار کرتا ہے' تو نفس کے محظوظ ہونے کے راستے بند ہو جاتے ہیں' تو نفس ملول اور مضطرب ہو جاتا ہے' اس وقت اسے خیالی تصورات و تشکیلات سے لذت ملتی ہے' پس وہ اسی پر قناعت کرتا رہتا ہے' جب سالک نفی خواطر کے ذریعے یہ راستہ بھی بند کر دیتا ہے تو اس کے سارے حصے (حظوظ) ختم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت تک حواس کا کام پاک و صاف ہو جاتا ہے' پس نفس ذاکر (ذکر کرنے

والے) پر لشکر تخیلات کی مدد سے ہر طرف سے حملہ آور ہو جاتا ہے' اس کے لئے وہ وقت تشویشناک ہوتا ہے ممکن ہے کہ اسے ذکر خدا سے ہٹا دے اور نفس کو اپنی مرغوبات (محظوظات) تک پہنچنے کا راستہ ایک بار پھر مل جائے۔

بس ذاکر کے لئے ضروری ہے کہ اس مقام پر مضبوط چٹان کی طرح ڈٹ جائے۔ کیونکہ یہ مرید کا پہلا عقبہ (گھاٹی) ہے' یہاں طالبان حق کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور یہاں بہادر اور بزدل کا پتہ چل جاتا ہے اور طالب صادق اور شہوت پرست مغرور میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔

طالب محقق وہ ہے جو بہادروں کی چال چلے اور آگے پیش قدمی کرے' وہ یہ نہ دیکھے کہ اس کی جان کو کوئی خطرہ ہے یا نہیں اور اس کی زندگی کی کوئی قدر و قیمت ہے یا نہیں' بلکہ اگر نفس کا تھوڑا سا اثر اور غلبہ محسوس ہو جائے تو چاہیے کہ تیغ ذکر چلائے اور مخالف دشمن (نفس) سے لڑنے کو غنیمت جانے اور ہر قسم کے ظاہر اور متحرک افکار (خیالات پریشان) کا سر قلم کرے' زمین قلب پر اس کا کوئی اثر مٹائے بغیر نہ چھوڑے۔

اس وقت ہر خیال اس کے حق میں اللہ تعالی کی طرف سے زحمت کی صورت میں نعمت ہوتی ہے' یہ اسے دور کرنے کے لبادے میں نزدیک کرنے والی ہوتی ہے' اس وقت وہ اپنے نفس کے جہاد کے ذریعے مجاہد اعظم بن جاتا ہے۔ کتنے ہی جہاد ہیں جو اسے معبودان باطلہ کے بندوں (کفار و مشرکین) اور معبودان فاسد (خواہشات کے خلاف) کرنا پڑتے ہیں۔ اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے۔

"مرحبا بقوم قضوا جهاد الاصغر و بقی جهاد الاکبر"

"اس قوم کے لئے مبارک جس نے جہاد اصغر کا فریضہ ادا کیا' اب اسے جہاد اکبر کا سامنا ہے"

سالک کے لئے نفی خواطر ضروری ہے

پس طالب حق پر تخیلات و اندیشہ ہائے دنیا کو آسان سمجھنا حرام ہے۔ خواہ کوئی بھی خیال جو معمولی مگر اللہ تعالی سے مانع (باز رکھنے والا) ہو اور اللہ تعالی سے دور کرنے والا ہو۔

مناجات اور نماز وہ ذکر ہے جو نفی خواطر سے مشروط ہوتا ہے' اس سے بڑی مصیبت اور کیا ہے کہ آدمی نماز شروع کرے اور اپنے مولا کے سامنے مناجات کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے' جب وہ دعا کرنے لگے تو شیطان کا لشکر اور خیالات کے افواج اس پر حملہ آور ہو جائیں اور اسے جادہ قرب سے نکال دے اور عالم خیال اسے میدانوں اور بازاروں میں لئے پھرے اور اسے بدکردار اور فاسق لوگوں سے ملا دے۔

ایسے لوگ نقصان اٹھانے والے اور قیام و صیام کی تکلیف سے دوچار ہونے والے ہیں' ان کے لئے مشقت و رنج کا سوائے اللہ سے دوری اور دشمنی کے کوئی نتیجہ نہیں ہے۔

اسی حالت پر اس شخص کے سوا کوئی اور خوش نہیں رہ سکتا جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہو گیا ہو' جس کا علم سلب ہو گیا ہو' جس کی عقل چلی گئی ہو اور جس کی حیاء اٹھ گئی ہو۔

ایسے بدبخت کا معاملہ جب مطلوب حقیقی کے مکمل طور پر بھول جانے تک پہنچ جائے تو یہ ہلاکت کبری اور حسرت عظمی ہے' ایسے شخص کی توجہ ہمیشہ شیطانی وسوسوں اور حیوانی خواہشوں کی طرف مائل ہوتی ہے' اور حقیقت میں یہی کفر ہے جو باطن پر چھا گیا ہے' جس سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں ہے' کیونکہ یہ ایسا دشمن ہے جو اس کے پہلوؤں پر تیر برساتا رہتا ہے' لیکن اسے خبر تک نہیں ہوتی۔

اگر وہ غافل محض تھوڑی دیر کے لئے دل کو اپنے مولا کے سامنے حاضر کرے اور اس جگہ داخل ہونے کی تکلیف دے جہاں سے خیالات آتے ہیں تو اس کا نفس امارہ تھوڑی ہی دیر میں اپنی پسندیدہ چیز کی طرف پھیر لے گا اور اسے اللہ تعالی سے باز رکھے گا' اس سے بڑھ کر دردناک بات کیا ہو گی۔

اگر وہ غافل نظر انصاف سے دیکھے تو وہ اپنے اور کفر کے درمیان زبان دعوائے اسلام اور حضور قلب سے عاری عبادت کی مختلف صورتوں کے سوا کچھ نہیں پائے گا۔

عبادت کی روح ذکر حق ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے

اقم الصلوة لذکری (طہ - ۱۴)

"میرے ذکر میں نماز قائم کرو"

انوار ذکر افکار باطلہ سے گندے باطن' غفلت کی غلاظتوں میں دبے اور شہوات حیوانی سے بھرے ہوئے دل پر روشنی نہیں ڈالتے۔

اہل تحقیق کے نزدیک خواطر (تخیلات) دل کی آلودگی ہیں اور اس کی پاکیزگی خیالات سے خالی (خالی ایندھن) ہونا ہے' اور دیدار محبوب عزت کے پردوں میں پوشیدہ ہے۔ "لا یمسه الا المطهرون" (الواقعہ ۔ ۷۹) "اسے صرف پاک و صاف رہنے والے ہی چھو لیں' پس محنتی طالب حق کی علامت یہ ہے کہ وہ ہر عمل میں ذکر حق کی تلوار زنی سے باز نہیں آتا' اپنے نفس اور دل کو خواہشات کے تابع نہیں بناتے اور وہ مجاہدہ کرنے سے ایک لمحہ بھی آرام نہیں کرتا' یہاں تک کہ خواطر مردود دور ہو جاتے ہیں' خود بینی کی تاریکیاں ہٹ جاتی ہیں' رنج و سختی ختم ہو جاتی ہے' دوری ختم ہو جاتی ہے اور علم الیقین عین الیقین میں بدل جاتے ہیں۔

بدا لک سر طال عنک اکتتامه
ولاح ضیاء کنت انظلامه
و انت حجاب القلب عن سیر عینیه
ولولاک لم یطبع علیه ختامه
فان غبت عنها حل فیه و طبعت
علی المنکب الکتف المصون خیامه
وجلت حدیث لا تمل شماعه
تنتهی علینا نشره و نظامه

☆ تم پر اب وہ بھید ظاہر ہو گیا ہے جو طویل عرصہ سے پوشیدہ اور روشنی چمکی جس کی تاریکی تمہارا اپنا وجود تھا

☆ اس کی آنکھوں کی رسائی میں تم خود حائل تھے' اگر تم نہ ہوتے تو

تمہارے دل پر مہر نہ لگتی اور وہ تمہارے دل میں کھپ جاتا

☆ اگر تم فانی ہو جاتے اور تمہارے وجود و انا باقی نہ رہتا تو مضبوط بازوں پر اس کا خیمہ لگ جاتا (دوست و محبوب محب پر چھایا ہوا ہوتا)

☆ اگرچہ بات لمبی ہے، پھر بھی منتشر و منظم باتیں سن سن کر کان بور نہیں ہوتے بلکہ اس کی باتوں سے ہشاش و بشاش ہو جاتے ہیں۔

جس شخص پر اسرار کھل جائیں اور وہ حقیقت امر کو جان لے تو اس کا دل غیر اللہ سے پھر جائے گا اور وہ غیر اللہ کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ سے انس و راحت پانے والا مردود ہے اور شدید ذلت و رسوائی کی طرف دھتکار پڑنے والا ہے، وہ بڑا محروم اور اللہ تعالی سے نہایت دور ہونے والا ہے، اور جو شخص غیر اللہ میں منہمک رہے، اللہ تعالی سے غفلت کی بناء پر وہ راندہ درگاہ حق ہے، وہ اللہ تعالی سے مناجات کی لذت سے بے بہرہ ہے، ایسا شخص جادہ انس حق سے بساط دشمنی حق کا قصد کرتا ہے اور فضائے قدس کے باغیچے سے طبیعی تاریکی کی طرف چلا جاتا ہے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں۔

"المسرة کل المسرة لمن قنع بنعیم الجنه و رغب فیھا فکیف لمن غربه زخارف الدنیا و مال الیھا"

"افسوس اس شخص کے لئے ہے جو دنیا کی نعمتوں پر راضی ہوا اور اس کی رغبت کی، پھر وہ شخص کیسا ہے جسے دنیا اور دنیا کا مال

و متاع دھوکہ دے اور وہ اس کی طرف حائل ہو جائے""؟

طالب صادق وہ ہے جسے دنیا کا مال فریب دے سکتا ہے نہ عقبیٰ کی نعمتیں' بلکہ اس کا دل مولا کی محبت میں دھڑکتا ہے' اور اس سے مل جانے (وصال حق) کے سوا اس میں اور کسی چیز کی گنجائش نہیں ہوتی' ریاض محبت مین باطن (دل) کی تعمیر و آبادی اور امراض قلب کے علاج معالجے کے بعد ہی سعادت کا پھل لگتا ہے' جو شخص استقامت و انحراف قلب کی کیفیت جاننا چاہتا ہو' اسے چاہیے کہ وہ اپنا حال شاہد حق کے حضور پیش کرے' جیسا کہ فرمایا ہے۔

الذین آمنوا و تطمئن قلوبھم بذکراللہ الا بذکراللہ تطمئن القلوب (الرعد - ۲۸)

"ایمان والوں کے دل ذکر خدا سے سکون و طمانیت پاتے ہیں' آگاہ باش! کہ ذکر خدا سے دل طمانیت پاتے ہیں"

پس وہ اپنے نفس اور دل کی حالت کا ٹھیک مطالعہ کرے۔ اگر اسے ذکر اللہ سے خوش' مطمئن اور لذت اندوز ہوتے ہوئے پائے اور ذکر اللہ میں آنے والی رکاوٹوں پر مکدر' تاریک' بیقرار اور پریشان پائے تو اس صحت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اسے اہل ذکر کی صحبت میں رکھنے کی کوشش کرے' ارباب صفا کی ہم نشینی اور ان کے آثار انفاس کو غنیمت سمجھے اور اہل غفلت کے ساتھ میل جول رکھنے' اہل شقاوت کے ساتھ لین دین اور بات چیت کرنے سے اطمینان پائے' حتیٰ کہ اگر وہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں لوگ خرید و فروخت کے لئے گفتگو کرتے ہوں اور جس میں وہ طویل

طویل موت تک غور و خوض اور تبادلہ خیال کرتے رہتے ہوں' ان معاملات سے اگر اس کے دل میں کوئی ملال یا وحشت پیدا نہ ہو' اور اگر وہ کسی مسجد کے کونے میں بیٹھ کر اللہ تعالٰی کی کسی عبادت میں لگ جائے اور اس کے اوقات ذکر حق میں گزرنے لگیں تو اس کے دل کو وحشت' سینے میں تنگی اور اس کی روح تاریک اور جگہ تنگ محسوس ہو تو چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر افسوس کرے اور جان لے کہ اس کا باطن علیل اور قلب مریض ہے۔ اسے نفس کے مکرو فریب اور شیطان کے زیب و زینت سے فریب نہ کھانا چاہیے' باطنی بیماری کے علاج اور قلبی امراض کے ازالے کے لئے اس سے پہلے کوشش کرنا چاہیے' کہ اسے ہلاکت ابدی تک پہنچا دے اور سرمدی خسارے میں پھینک دے۔

ھین النفس عن قول القبیح و فعلہ
فعندک من یمصی علیک و یستقض
صدید فلم تظھر علیک حقیقتہ
و لیس تلوح الشمس فی اعین الرمض
صفاتک لا یندد الا تعدا !!
یفتتنہ مفتر ولذت منفض
صغایر ما یجتنبہ عادت کبیرا
فیانایم الاجفان و یحک کم نقص
شبابک ولی فارقب بالموت بعدہ
فعند انتھاء الغی یاخذ فی النقص

☆ اپنے نفس کو بری بات اور برے کام سے بچاؤ' کیونکہ تمہارے ساتھ انہیں گننے والے ہیں جو تیرے خلاف گنتے اور فیصلہ کرتے ہیں

☆ یہ ایک قسم کا زنگ ہے جس کی حقیقت تم پر ظاہر نہیں ہوتی' برائی دل کو لگا دیتی ہے۔ (برائی دل کو زنگ آلود کرتی ہے) پس زنگ کی حقیقت تم پر ظاہر نہیں ہے

☆ (برائی) زنگ ہے' جس کی حقیقت تم پر ظاہر نہیں (یہ دل کو اندھا کر دیتی ہے) اور سورج کی چمک نابینا کی آنکھ کو نہیں چمکاتی

☆ نفسانی صفات سوائے غرور و نخوت کے نہیں بڑھاتی اور یہ اسے آزماتی ہیں اور اس کی روحانی لذت کو مکدر کرتی ہیں

☆ اگر گناہ صغیرہ سے نہ بچے تو یہ کبیرہ بن جاتے ہیں' اے خواب غفلت میں سونے والو! تمہیں افسوس ہے! تم کتنے ناقص ہو؟

☆ جوانی گزر گئی' اب موت کا انتظار کرو' سایہ ختم ہوتے وقت وہ کم ہونا شروع ہوتا ہے

فصل ثالث

ذکر کے حقائق، خواص، اقسام اور درجات کے بیان میں

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون

"انہیں ان کے مشاغل میں مصروف چھوڑ (رہنے) دیں"

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

و اذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا (المزمل-۸)

"اپنے رب کا ذکر کرو اور اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ"

جان لو! کہ سالک کا ذکر دائمی میں مصروف ہو جانا اور نفی خواطر میں ثابت قدم رہنا، حقیقت میں اللہ تعالی اور بندے کے درمیان نسبت و ارادت کا احیاء ہونا ہے۔ جو پوشیدہ امراض خلقت اور صفات امکان کی ہلاکت میں گھرا ہوا تھا، وہ ان تعلقات کو توڑ کر ظاہری و باطنی امراض سے شفایاب ہو جائے گا کیونکہ اکثر لوگوں کے دل کو جسمانی خواہشات اور شہوانی

تعلقات سے وابستگی اور ان کی ظلمت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے روکتی ہیں، حالانکہ قلب حقیقت میں تجلیات الٰہیہ کے لائق ہوتا ہے اور تجلیات الٰہیہ اوصاف و حقائق ربانی اور احوال و خصائص الٰہی کے درمیان حقیقت جامعہ سے عبارت ہے اور ریاضت کرنے، اخلاق کے تہذیب پانے اور نفس کے تزکیہ کرنے کے بعد ان دونوں اصل کے درمیان اس کا ظہور ہوتا ہے۔ جس طرح پتھر اور لوہے کے درمیان (ٹکراؤ و توازن) سے ظاہر ہوتا ہے۔ ریاضت اور سلوک کا مقصد مذکورہ بالا ہیئت اعتدال کا حصول ہے، جب اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے تو انحراف (زائل ہونے والے احکام) کا لبادہ (پردہ) کھل جاتا ہے۔ اس کا عزم اس کے باعث کے مطابق سر مطلوب (محبوب حقیقی) سے یکجا ہوتا ہے۔

لوگوں میں سے ہر فرد میں سر حق ہوتا ہے، لیکن تاریک امکانی اور انحرافی احکام کی وجہ سے اس سے محبوب حقیقی (پوشیدہ) ہوتا ہے۔ کیونکہ محققین کے نزدیک محال ہے کہ وہ اپنی خواہشات نفس کی تکمیل بھی کرے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی جستجو بھی کرے یا اس تک پہنچنا چاہے جو اس میں موجود ہی نہ ہو۔

پس طلب حق کی خواہش ہر طالب حق میں ہوتی ہے، طالب حق میں پوشیدہ اور امانت شدہ طلب حق حقیقت مطلق سے اتصال (ملاپ) چاہتا ہے جو کمال اصلی اور مصور حقیقی سے مل جانے سے عبارت ہے، جس طرح ہر فرع (شاخ) اپنے اصل (تنے) سے ملی ہوتی ہے، اور ملنے کے بعد وہ پوری طرح مکمل ہو جاتی ہے، کوئی چیز پوری طرح مکمل تمام اجزاء کے

اکھٹا ہونے سے ہی ہوتی ہے۔ جب سالک راہ خدا میں یہ خواہش ظاہر ہوتی ہے تو وہ عزلت و یکسوئی کی طرف جانا شروع کرتا ہے' پھر وہ نفی خواطر ذہنی یکسوئی سے مدد لیتا ہے' تاکہ وہ اپنے جسم میں پھیلنے والی حیوانی اور خیالی قوتوں کی شدت کو کم کرے' وہ حتی الامکان کوشش (مجاہدہ) کرتا ہے اور ملازمت ذکر کے ذریعے اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہنے کا اہتمام کرتا ہے اور ملازمت ذکر' حق تعالی اور مخلوق کے درمیان برزخ ہے' کیونکہ یہ لفظ کے اعتبار سے مخلوق ہے اور مدلول کے لحاظ سے حق تعالی ہے اور یہ اللہ اور بندے کے درمیان سب سے مضبوط رابطہ اور سب سے محکم وسیلہ ہے

اس حالت میں سالک کو نسبت کی ایک قسم حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد پہلے سے اعلی درجے کی توجہ حاصل ہوتی ہے۔ جو تنزیہ و تشبیہ سے سنی اور سمجھی گئی ہو' آزاد ہوتا ہے' بلکہ توجہ حق وہ ہیولائی (شامل جمیع اجزاء) کلی ہے' جو ہر وصف کے قابل ہے' اور یہ ایسا امر ہے جو حق سے اس پر لوٹتا ہے اور نیک و بد سے مقید ہر خیال سے خالی ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کمال حق تمام ممکن و ثابت اوصاف پر حاوی ہوتا ہے' جس کا احاطہ کرنے سے عقول و افکار عاجز و قاصر ہیں' جیسا کہ اس نے خبر دی ہے اور جان لیا ہے اگر اس نے چاہا تو جس میں پایا' ظاہر ہوا' خواہ وہ کوئی ادنی چیز ہے' اور اگر اس نے نہیں چاہا تو اس کی طرف کسی چیز کی نسبت نہیں ہو سکتی' خواہ وہ اعلی درجے کی مقدس چیز ہو۔ اس کی عظمت و جلالت کے لائق نہیں۔ ان سے وہ پاک و مقدس ہے اور جو اس کی ذات کے لئے ثابت ہیں' ان سے پاک نہیں ہے۔ جب سالک ایسا ہو جائے تو

اس کے اور اللہ کے درمیان وہ نسبت مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کا دل تجلی حق کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے اور اس کی تقویت کے لئے کچھ نہ کچھ کوشش (مجاہدہ) کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے انس تام حاصل ہو جاتا ہے۔ اور محسوسات سے وہ غائب (گم) ہو جاتا ہے' اور کائنات اور اس کی چیزیں اس سے جدا (ایک دوسرے سے بیزار) ہو جاتی ہیں۔ پس وہ صرف اپنے رفیق اعلی (محبوب حقیقی) سے محبت کرتا ہے' اور اس پر وہ پسندیدہ بھید ظاہر ہو جاتا ہے' اس کے اور حق تعالی کے درمیان موجود رابطہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ وحدت حقیقت کا حکم کثرت خلقت پر غالب آتا ہے' ذاکر ذکر میں فنا ہو جاتا ہے اور ذکر مذکور میں گم ہو جاتا ہے۔

ذکرنا و ما کنا لینسی فنذکر
ولکن نسیم القرب یبدو ویبھر
فافنی بہ عنی و ابقی بہ لہ
اذا الحق عنی مخبر و معبر

ہم نے یاد کیا کیونکہ ہم بھولنے والے نہیں' لہٰذا ہم یاد کرتے چلے جاتے ہیں' لیکن نسیم قرب (وصال یار کے جھونکے) کبھی چلتی ہے اور کبھی بند ہو جاتی ہے۔

پس اسی سے میں نے فنا پائی اور اسے باقی رکھا کیونکہ اللہ ہی میرے بارے میں خبر دینے والا اور تعبیر کرنے والا ہے۔

ذکر کے درجے

جان لو! تحقیق ذکر کی ایک ظاہر' حقیقت ہے اور ایک باطن پس ظاہر کے تین درجے ہیں (۱) ذکر (۲) ذکر الذکر (۳) جوہر ذکر الذکر۔

لیکن ذکر یہ قرآن مجید ہے' جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (الحجر۔ ۹)

"ذکر (قرآن) کو ہم نے نازل کیا ہے' اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"

اسی طرح مزید فرمایا ہے کہ

و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم و لعلھم یتفکرون (النحل۔ ۴۴)

ہم نے آپ پر ذکر (قرآن) اتارا کہ آپ ان لوگوں کو واضح طور پر سنائیں اور شاید وہ ان پر غور کریں۔

اور ذکر الذکر کے بھی تین درجے ہیں۔

اول: دعا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ

ربنا لا تواخذنا ان نسینا (البقرہ۔ ۲۸۶)

"اے ہمارے رب! ہماری بھول چوک کا مواخذہ نہ فرمانا"

دوم: حمد و ثنا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون (الروم۔ ۱۷)

"اللہ تعالی پاک ہے' جس وقت تم صبح کرتے ہو اور اس وقت بھی جب تم شام کرتے ہو"

سوم: دونوں (دعا و ثنا) کا مجموعہ جیسا کہ نماز

لیکن جوہر ذکرالذکر' یہ کلمہ فاضلہ' لطیفہ جامعہ اور حقیقت رافعہ (لا الہ الا اللہ) سے عبارت ہے' اور اس کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس فرمان سے ثابت ہے۔

"افضل الذکر لا الہ الا اللّٰہ"

"لا الہ الا اللہ سب سے افضل ذکر ہے"

لیکن اس کی جامعیت یہ مطلوب کے استحضار (حاضر کرنے) اور استنفار مہروب (غیر مطلوب و غیر اللہ) کو بھگانے سے مخصوص ہے' جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

واذ کر ربک اذا لنسیت (الکھف - ۲۴)

یہاں پر ذکر استحضار مطلوب' ما سوا اللہ کے بھول جانے سے مشروط ہے' اور ماسوا اللہ استنفار مہروب (یعنی غیر مطلوب سے نفرت و برات ہے) اس آیت میں سالک مجاہد کے لئے حظ' ہے سالک کا حظ یہ ہے' جسے ہم نے ذکر کر دیا ہے یعنی مطلوب کو یاد کرنا اور غیر اللہ کو بھول جانا ہے' عارف کا حظ یہ ہے کہ

ذاکر کی حقیقت کا بھول جانا اور مذکور (اللہ تعالی) کے نسیان و فراموشی سے دور دور' بلکہ مذکور (اللہ) کا شہود ہے' پس جان لو!

بہرحال اس کی بلندی و رخصت یہ ہے کہ یہ صعود و ترقی کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالع یرفعہ

(الفاطر-۱۰)

کلمہ طیبہ (اچھی بات) اس کی طرف صعود و ترقی کر جاتی ہے اور عمل صالحہ اسے اور بلند کرتا ہے۔

پس جو آدمی اس سے تمسک کرے وہ بعد و محرومی کی پستی سے نکل کر قرب کی بلندی پر ترقی کر جاتا ہے' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ تعالی سے بیان فرماتے ہیں کہ

"انا جلیس من ذکرنی"

"میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے"

اور جلیس (ہم نشین) کے لئے ضروری ہے کہ دونوں آمنے سامنے ہوں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو۔

ذکر کے تین درجے ہیں۔

اول : ذکر لسانی' یہ سب سے ادنی درجے کا ذکر ہے' اس حال میں حق ذاکر کی زبان کا جلیس ہوتا ہے' پس زبان کے مشاہدے کی کیفیت کو انسان نہیں جان سکتا۔ کیونکہ یہاں ہم نشینی تمثیلی ہے اور کل جزو کا' بلکہ تمام اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے' یہ مشاہدہ صرف اللہ کے لئے زیبا ہے' کسی غیر کے لئے نہیں' ذاکر غفلت سے ہوشیار (حاضر) ہوتا ہے اور مذکور کا ہم نشین ہے۔ لیکن مشاہدہ لسان کہاں ہوتا ہے؟ کیونکہ مجالست (ہم نیشی) با خدا مشاہدہ قلب ہے۔

درجہ دوم: اعضاء و جوارح کے علاوہ دل میں ذکر کا جاری رہنا ہے' یہ اس طرح کہ زبان واقعات' کہانیاں وغیرہ بیان کرتی ہے' لیکن باتیں ذکر

الٰہی میں رکاوٹ اور روک نہیں بنتیں۔ جس کو اس کے مشاغل اور خواب' ذکر خدا سے باز نہ رکھے' اسے سلطنت الٰہی کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے اور وہ "وسعنی قلب عبدی" "میں قلب مومن میں سما جاتا ہوں" کے لایق بن جاتا ہے' پس ایسے دل کا مالک روحانیت کے ساتھ ہوتا ہے۔

"الذین لا تلھیھم تجارۃ و لا یبع عن ذکر اللّٰہ"
(النور۔ ۳۷)

"ایسے لوگ بھی ہیں جن کی تجارت اور لین دین ذکر خدا سے انہیں باز نہیں رکھتے"

ایسے لوگ دیکھنے میں لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور باطنی لحاظ سے اللہ تعالٰی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اسی بات کی طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے۔

"ان للہ عبادا اجسامھم فی الدنیا و قلوبھم فی الاخرۃ"

"اللہ تعالٰی کے ایسے بندے بھی ہیں جن کا جسم دنیا میں اور دل آخرت میں ہوتے ہیں"

اسی معنٰی میں کسی نے یہ اشعار کہے ہیں۔

و لقد جعلناک فی الفواد محدثی
والحب جسمی لمن اراد جلوسی
فالجسم منی للجلیس موانس
و حبیب قلبی فی الفواد انیسی

☆ میں نے تمہیں اپنے دل میں بٹھا کر بولنے والا (ترجمان) بنا دیا ہے' پس میں اپنے دل کے ہم نشین پر جسم کی کھال تک قربان کرتا ہوں۔

☆ پس میرا جسم ہم نشین سے مانوس ہے اور میرا قلبی دوست میرے دل میں میرا ہمدم و مانوس ہے۔

یہی لوگ مجذوب حق ہیں جنہیں انوار عظیم کے غلبے نے اچک لیا اور ان کے دلوں پر انوار فضل چمکا' پس ان کے دلوں پر معرفت الٰہی کے دروازے کھل گئے اور انہوں نے تجلیات حق اور وارادت غیب کے مزے لئے' پس انہیں اسماء و صفات کی حدود احاطہ نہیں کرتیں' ذکر ذات کے سوا وہ کچھ نہیں سنتے۔ پس وہ قرب الٰہی کی فضاؤں میں پرواز کرتے ہیں اور میدان غیب الغیب کی وسعتوں میں غرق الٰہی سے سرشار و مست رہتے ہیں۔

معان لنا بها لم یدخل الدهر بیننا
ولا کادنا صرف الذمان یصرفنی
ولاسعت الایام فی شعت کللها
ولا جلت فینا اللیالی یمفونی
مواطن افراحی و مربی ما ربی
وا طوار او طاری و ما من خیفتی

☆ ہماری دوستی بڑی گہری ہے' گردش دوران ہمارے درمیان حائل نہیں ہوتی اور گردش زمانہ مجھے دوست سے جدا نہیں کر سکتی ہیں۔

☆ گردش زمانہ ہماری دوستی کو کلی پراگندہ نہیں کر سکتی' لہٰذا زمانہ شب

ہائے وصل میں مداخلت نہیں کرتا۔

☆ وہ میری خوشی کی منزل اور تمناؤں کا مسکن ہے' حاجتوں کی براری وصل میں مداخلت نہیں کرتی۔

درجہ سوم : ذکر کا بندے کے تمام اعضاء و جوارح میں جاری و ساری ہونا ہے' یہ اس وقت ممکن ہو جاتا ہے کہ بندہ ہمیشہ نفی خواطر کے ساتھ ذکر الٰہی اور مراقبہ میں اس طرح مصروف رہے کہ اس کی زبان ذکر خدا کر رہی ہو' اس کا دل خدا تعالی کے سامنے حاضر ہو اور اس کے عقل و دماغ ادب اور خضوع خشوع کے ساتھ معنی ذکر سے منسلک ہو' اس ذکر پر ایک مدت تک بغیر کسی سستی و غفلت کی مداخلت کے پابند رہے' تو ذکر الٰہی مخصوص اعضاء کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔

ذکر دائمی کے سات لطائف ہیں جن کا ذکر بعد میں آ رہا ہے' ایک یہ ہے کہ جب ذاکر کے وجود پر آتش ذکر غالب آ جاتا ہے تو اسے ہر چیز سے غافل و فنا کر دیتا ہے' حتی کہ مذکور کے ذکر کرنے کی طرف بھی دھیان نہیں رہتا۔ پس اس کے رسوم ٹوٹ جاتے ہیں اور قید و حدود ختم ہو جاتی ہیں' اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالی اسے حیات طیبہ سے (باقی) زندہ کر دیتا ہے اور اسے نورانی لباس پہناتا ہے۔ پس وہ ایک دوسرے حال میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کا حال پہلے حال کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے' کیونکہ اب اس کی زندگی اللہ تعالی کے ساتھ (وابستہ ہو چکی) ہے۔ اس کے حرکات و سکنات اسی سے ہیں' اس کا چلنا اس کی طرف ہے' اللہ تعالی کے تصرفات اسے حاصل ہوتے ہیں' پس اس کا پکڑنا دراصل اللہ تعالی کا پکڑنا ہے۔

اس وقت وہ ایسی باتیں دیکھتا ہے جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں آیا۔

باطن ذکر کے سات درجے ہیں

درجہ اول: جوارح کا طاعت اور اوامر الٰہی کی بجا آوری کے ذریعے ذکر کرنا

درجہ دوم: نفس کا خشوع و خضوع اور امن و طمانیت کے ساتھ ذکر کرنا

درجہ سوم: دل کا حضور قلب اور مراقبہ کے ساتھ ذکر کرنا

درجہ چہارم: سر کا مناجات اور مطالعہ حق کے ساتھ ذکر کرنا

درجہ پنجم: روح کا مشاہدہ و مخاطبہ کے ذریعے ذکر کرنا

درجہ ششم: خفی کا مناجات اور ملاحظہ کے ساتھ ذکر کرنا

درجہ ہفتم: لطیفہ حقیقیہ کا ذکر جو فناء فی اللہ و بقا باللہ سے عبارت ہے۔

لیکن حقیقت ذکر، ذاکر کا ازل میں ذکر حق کا مشاہدہ کرنا ہے اور یہ سابق سے عبارت ہے، جس کے پھل کا وصال حق ہے۔

ذکر حقیقی دو قسم پر مشتمل ہیں

قسم اول: رب کا بندے کو یاد کرنا، یہ بندے کی تخلیق اور اسے اپنے مخزن علم سے نکال کر سواد العین (عالم وجود) میں نکال لانا ہے۔

قسم دوم: بندے کا رب کو یاد کرنا، یہ بندے کا اپنے رب کی طرف یوں رجوع کرنا ہے کہ اپنے افعال، افعال حق میں، اپنی صفات، صفات حق

میں اور اپنا وجود، ذات حق میں گم (فنا) کرنا ہے، یہاں پہنچ کر ذکر، ذاکر اور مذکور باہم مل جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ کو یاد کرنا ہے۔

والحمد للہ وحدہ، والسلام علی من اتبع الھدی